REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R. N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

جلد ۳۵ — شمارہ ۱۸

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

نائبین:- بشارت احمد حیدر، شکیل احمد طاہر

شرح چندہ
سالانہ ۳۶ روپے
ششماہی ۱۸ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۱۲۰ روپے
فی پرچہ ۷۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

Ahmadiyya ... Library
Receipt No 7..
Date 7-5-86
Qadian 143516

اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے میں زیر اشاعت ہفتہ کے دوران موصول ہونے والی اطلاع کے مطابق حضور پرنور لندن میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور مہمات دینیہ کے سرکرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب جماعت اپنے پیارے امام ہمام کی صحت و سلامتی اور مقاصد عالیہ میں فائز المرام ہونے کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

● — محترمہ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کاملہ اور برکتوں سے معمور طویل زندگی کے لئے احباب جماعت دعائیں کرتے رہیں۔

● — محترم صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ربوہ میں بیمار ہیں۔ کامل صحت یابی کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

● — مقامی طور پر محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان و تمام افراد جماعت احمدیہ قادیان خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

۲۱ شعبان ۱۴۰۶ھ — یکم ہجرت ۱۳۶۵ ہش — یکم مئی ۱۹۸۶ء

مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہیں سے پیوند ہے جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں

ارشادات عالیہ امام الزمان حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مالی قربانیوں کے بارہ میں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں بلکہ ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں، یہ آخری فیصلہ کرتا ہوں۔ مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہیں سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں مگر بہتیرے ایسے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ سو ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ اس نئے نظام کے بعد نئے سرے عہد کرکے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے۔ مگر چاہیئے کہ اس میں لاف و گزاف نہ ہو۔"

(تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۴۹-۵۰)

پھر فرماتے ہیں:-

"اور جو شخص ایسی ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا، میں امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آجائے گی۔ بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی۔ پس چاہیئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کرکے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گزاری کا ہے۔ پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے ایک پیسے کے برابر نہیں ہوتا۔"

(ایضاً صفحہ ۵۴)

پھر فرماتے ہیں:-

"ہر روز خدا تعالیٰ کی تازہ وحی تازہ بشارتوں سے بھری ہوئی نازل ہو رہی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے متواتر ظاہر کر دیا ہے کہ واقعی اور قطعی طور پر وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جائے گا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا۔" (ایضاً)

نیز فرمایا:-

"تم میں سے ہر ایک کو جو حاضر یا غائب ہے تاکید کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو چندہ سے باخبر کرو۔ اور ہر ایک کمزور بھائی کو بھی چندہ میں شامل کرو۔ یہ موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔ کیسا یہ زمانہ برکت کا ہے۔"

(الحکم ۱۰ر جولائی ۱۹۰۳ء)

جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۵ ہش / ۱۹۸۶ء کو منعقد ہوگا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۵ ہش / ۱۹۸۶ء کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرماتے ہوئے فرمایا ہے:-

"جلسہ سالانہ ۱۹۸۶ء کے سلسلہ میں جن تاریخوں کی تعیین آپ نے کی ہے میں ان کی منظوری دے رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے اور پہلے سے بڑھ کر اپنی برکات اور افضال نازل فرمائے۔ اور یہ جلسہ ہر لحاظ سے اپنی شان میں پہلے سے بہت بڑھ کر ہو۔ آمین۔"

احباب اس عظیم روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب کو پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۶ء میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:- عبدالرحیم و عبدالرؤف مالکان حمید ساری مارٹ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

[illegible] پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ یکم ہجرت ۱۳۶۵ ہش

کیا کھویا اور کیا پایا!

فرض کیجئے ایک دوکاندار دس گھنٹے اپنی دکان پر بیٹھتا ہے تو اوسطاً ایک ہزار روپے کی بکری ہوتی ہے۔ اگر اس نے ان دس گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ خدا کی عبادت یا دین کی کسی خدمت میں صرف کیا تو باقی نو گھنٹوں میں نو سو روپے کی بکری ہوئی۔ اور وہ یوں بظاہر ایک سو روپے کے نقصان سے دوچار ہوا۔۔!

ایک شخص کو ماہانہ پانچصد روپے کی آمد ہے۔ اگر اس نے تیس ۳۰ روپے خدا کی راہ میں خرچ کر دیئے تو چار سو ستر روپے نقد آئے اور یوں تیس ۳۰ روپے کا گھاٹا سامنے رہا۔!

راہِ خدا میں جان کا مطالبہ ہو رہا ہو۔ موت سامنے نظر آ رہی ہو۔ پھر بھی کوئی "دیوانہ" اپنے محفوظ اور معمور گھر کو چھوڑ کر دیوانہ وار میدانِ جہاد میں نکل کھڑا ہو اور حسنِ اتفاق سے اسے شہادت بھی نصیب ہو جائے ـــــ تو عقلمند "دنیا کیا کہے گی؟ یہی کہے گی کہ وہ دوکاندار اگر پورے دس گھنٹے اپنی دکان پر بیٹھتا تو سو روپے کے نقصان سے دوچار نہ ہوتا۔ اور جس نے تیس روپے ماہانہ چندے میں ادا کر دیئے اس کو کونسا منافع مل گیا۔ وہی تیس روپے گھر آتے تو کئی گھریلو ضرورتیں پوری ہوتیں۔ اور اس "دیوانے" نے تو حد ہی کر دی۔ خواہ مخواہ اپنی جانِ عزیز سے ہاتھ دھو بیٹھا۔!

دنیا دار انسان کہتا ہے کہ وہ روپے اس طرح دریا برد ہو گئے کہ دوبارہ ہاتھ نہیں آ سکتے۔ اور جو شخص اپنی جان گنوا بیٹھا، زندوں میں سے اس کا نام کاٹا گیا اور مردوں میں داخل ہوا۔ لیکن قرآن کریم اس کے برخلاف فلسفہ پیش فرماتا ہے۔ فرماتا ہے:-

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ (البقرۃ: ۱۵۵)

کہ جو اللہ کے راستے میں مارا جائے اس کو تم مردہ نہ کہو بلکہ درحقیقت وہ زندہ ہیں۔ لیکن یہ فلسفہ ایسا نہیں ہے جس کو دنیا دار کی عقل بآسانی سمجھ سکے۔

یہ اصل الاصول ہے جو قرآن کریم بیان فرماتا ہے۔ اس کی رو سے ہر وہ چیز جو خدا کی راہ میں خرچ کی جاتی ہے اور قربان کی جاتی ہے۔ بظاہر دنیا کی نگاہ میں رائیگاں جاتی نظر آتی ہے۔ لیکن قرآنِ حکیم فرماتا ہے دراصل وہی چیز؛ وہی وقت، وہی مال، وہی عزت، وہی اولاد اور وہی جان باقی رہنے والی اور زندہ رہنے والی ہے۔ جس کا تعلق ازلی ابدی خدا سے ہو جاتا ہے۔ اور یہی وہ پونجی و سرمایہ ہے جو کئی گنا اضافے کے ساتھ اس جہان میں کام آئے گا جہاں بجز اس کے، آمد کے دوسرے ذرائع مسدود ہو جاتے ہیں۔

یہی وہ فلسفۂ حیات ہے جس کو سمجھانے اور ذہن نشین کرانے اور اس پر عمل کروانے کے لئے خدا کے نبی، رسول اور مامور دنیا میں آتے ہیں اور الٰہی جماعتیں اسی حقیقت میں ڈوبنے کے بعد ہی ابدی حیات کی نعمت سے سرفراز کی جاتی ہیں۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کو دیکھ لیجئے جتنا وقت آج جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کی عبادت اور اس کے دینِ متین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے صرف کر رہی ہے، دنیا کے پردے پر اس کی نظیر نہیں پیش کی جا سکتی۔ جتنا روپیہ آج جماعت احمدیہ راہِ خدا میں خرچ کر رہی ہے اس کی بھی کرۂ ارض پر مثال نہیں مل سکتی۔ اور اس دور میں جان کی قربانی کا جس رنگ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے نمونہ پیش کیا جا رہا ہے وہ بھی عدیم المثال ہے ـــ یہ کوئی خوش فہمی یا تعلّی نہیں ہے بلکہ جماعت احمدیہ کی مالی قربانیوں سے تو آج دنیا حیرت زدہ ہے۔ دنیا داروں کو یقین ہی نہیں آتا کہ جماعت احمدیہ کا کروڑوں کا بجٹ ایک سادہ غریب احمدیوں کی مالی قربانی کا نتیجہ ہے۔ اس لئے وہ کبھی انگریزوں کا ایجنٹ ہونے کا اور کبھی اسرائیل سے مدد حاصل کرنے کا بدترین الزام جماعت احمدیہ پر لگا دیتے ہیں ـــ!!

ایک غریب احمدی جس کی ماہانہ آمد اگر تین سو روپے کی ہو تو وہ اٹھارہ ۱۸ روپے ماہانہ تو لازمی چندہ میں ادا کر دیتا ہے۔ سالانہ جلسہ کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہانہ۔ اس کے علاوہ "تحریک جدید" یعنی بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے کم از کم دو ۲ روپے ماہانہ۔ "وقفِ جدید" یعنی اندرونِ ملک تبلیغ اسلام کے لئے کم از کم ڈیڑھ روپے ماہانہ (یہ کم از کم شرح ہے ورنہ کئی دوست ہزاروں روپیہ ان تحریکوں میں ادا کرتے ہیں) اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً ہنگامی ضروریات کے لئے خلیفۂ وقت اور جماعت کی طرف سے طوعی المدتی اور عین المدتی تحریکیں ہوتی رہتی ہیں۔ ان میں بھی وہ کم از کم ایک سو روپیہ سالانہ تو ادا کر ہی دیتا ہے۔ اس طرح ایک نہایت غریب احمدی جس کی ماہانہ آمد تین سو روپے ہو وہ کم از کم تیس ۳۰ روپے ماہانہ اور اگر وہ "موصی" ہے تو کم از کم بیالیس ۴۲ روپے ماہانہ راہِ خدا میں خرچ کر رہا ہے۔ یہ ایسی مثال پیش کی گئی ہے کہ اس سے کمتر مثال پیش کی ہی نہیں جا سکتی موجودہ دور میں۔ پس اس لحاظ سے اس دعویٰ میں کیا مبالغہ ہے کہ دنیا کے پردہ پر آج اس جماعت کی مالی قربانی کی مثال نہیں پیش کی جا سکتی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

لیکن جیسا کہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ر اپریل ۱۹۸۶ء میں (جو اسی اشاعت کی زینت بنایا گیا ہے) اپنا تجربہ اور تجزیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ خصوصاً امراء کا طبقہ ایسا ہوتا ہے جس کو چندہ دینے میں اتنی مشکل پیش نہیں آتی جتنا کہ شرح کے مطابق چندہ کی ادائیگی میں اسے مصیبت پڑتی ہے۔ حضور انور نے مثال دے کر سمجھایا ہے کہ ایک شخص جو ایک سو ساٹھ ۱۶۰ روپے ماہانہ کماتا ہے وہ دس ۱۰ روپے ادا کر کے بھی متفکر رہتا ہے۔ حالانکہ اس نے پوری شرح کے مطابق چندہ ادا کر دیا ہے لیکن وہ شخص جو مثلاً سولہ لاکھ روپے کماتا ہو اور جس پر ایک لاکھ چندہ واجب ہوتا ہے، خیال کرتا ہے دس بیس ہزار بھی دے دوں تو بہت بڑی رقم بن جاتی ہے ـــ!

پس اس جہت سے امراء کے طبقے کے لئے خاص طور پر لمحۂ فکریہ ہے۔ اب جبکہ مالی سال کا آخری مہینہ بھی اختتام کو پہنچ چکا ہے، احبابِ جماعت سے گزارش ہے کہ وہ جہاں اپنے بجٹ کی سو فیصد ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں وہاں حضور انور کا بصیرت افروز خطبہ بہت توجہ سے مطالعہ فرمائیں۔ اور اپنی آمدنیوں کا نئے سرے سے جائزہ لیں کہ اس قرآنی فلسفہ کو مدِّنظر رکھتے ہوئے آئندہ سال کے بجٹ کو ترتیب دیں جو مذکورہ بالا سطور میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ۔

محمد انعام غوری قائم مقام ایڈیٹر

نیکی کر اور دریا میں ڈال

احساں کسی پہ کر کے جتایا نہ کیجئے
فرمانِ حق کبھی یہ بھلایا نہ کیجئے

نیکی کریں تو پھر اسے دریا میں ڈال دیں
اس کا زباں پہ ذکر بھی لایا نہ کیجئے

ہر دم لبوں پہ آپ کے قولِ سدید ہو
باطل کو حق کے ساتھ ملایا نہ کیجئے

رہیئے ہمیشہ رحمتِ مولیٰ سے پُر امید
دامِ قنوط و یاس میں آیا نہ کیجئے

گُل ہوں کہ خار سب ہی گلستاں کی ہیں بہار
ہر اک پہ یونہی عیب لگایا نہ کیجئے

لمحات لوٹتے نہیں گزرے ہوئے کبھی
غفلت میں کوئی لمحہ گنوایا نہ کیجئے

جو بجھ گئے ہیں ان کو جلائیں تو ہے کمال
جلتے ہوئے چراغ بجھایا نہ کیجئے

دیپک جو جل رہا ہو کسی دل میں پیار کا
پھونکوں سے آپ اس کو بجھایا نہ کیجئے

پہچان خیر خواہوں کی دشوار ہے بہت
حال اپنا ہر کسی کو سنایا نہ کیجئے

پاؤں میں آپ کے ہی چبھیں گے وہ ایک دن
کانٹے کسی کی راہ میں بچھایا نہ کیجئے

ہم نقشِ پائے ختمِ رُسل پر ہیں گامزن
دار و رسن سے ہم کو ڈرایا نہ کیجئے

(مولوی محمد صدیق امرتسری۔ ربوہ مرحوم)

بھجتے بھجتے۔ مکرم قریشی فضل حق صاحب درویش مورخہ ۲۸ر اپریل بروز سوموار صبح ۴ بجے وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ط

خطبہ جمعہ

جہاں تک چندوں کا تعلق ہے فیصلہ کن امر یہ ہوتا ہے کہ دل کی دولت کسی کے پاس کتنی ہے!

جن کو خدا نے اموال میں کشائش عطا فرمائی ہے ان کو خصوصیت کے ساتھ اپنے تقویٰ کی حفاظت کرنی چاہیئے

جہاں خرچ کرنے والوں کا تقویٰ اونچا ہو وہاں خدا کی راہ میں قربانی کرنے والوں کا تقویٰ بھی خود بخود اونچا ہوتا چلا جاتا ہے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ روح پرور اور بصیرت افروز خطبہ جمعہ جو حضور انور نے بمقام مسجد فضل لندن مؤرخہ ۱۱ شہادت (اپریل) ۱۳۶۵ ہش (۱۹۸۶ء) کو ارشاد فرمایا' کیسٹ کی مدد سے احاطۂ تحریر میں لا کر ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے (قائم مقام مدیر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

گزشتہ خطبے میں میں نے مالی قربانی کرنے والوں سے متعلق کچھ امور بیان کئے تھے اور اس بات پہ زور دیا تھا کہ مالی قربانی کرتے وقت تقویٰ کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں اب صرف اتنا کہہ کر مضمون کے اس حصے کو ختم کروں گا۔ کہ عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ چندۂ عام وغیرہ میں شرح سے کم دینے والے وہ لوگ ہیں جو بوجہ غربت ایسا نہیں کر سکتے میرا تجربہ اس کے بالکل برعکس ہے مختلف حیثیتوں سے میں نے اس سلسلہ میں مختلف خدمتیں سرانجام دی ہیں۔ بحیثیت مجلس خدام الاحمدیہ کے رکن ہونے کے بھی' اور وقف جدید کے تعلق میں بھی' اور نظام جماعت کے دیگر شعبوں کے تعلق کے لحاظ سے بھی اور ہر جگہ میں نے بالعموم یہ دیکھا ہے کہ

غرباء اپنی مالی قربانی میں

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت آگے ہیں اور شرح کے مطابق چندہ دینے میں جو وہاں تناقض ملتا ہے وہ امراء کے ہاں نہیں ملتا۔ اور عجیب بات ہے کہ جتنا آپ اوپر چلتے ہیں اتنا ہی صورت برعکس ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ نے غیر معمولی فضل سے نوازا ہے اور بہت دولت عطا کی ہے ان کے لئے چندہ دینا تو مشکل نہیں مگر شرح سے چندہ دینا بہت ہی بڑی مصیبت بن جاتا ہے۔ دراصل انسان نسبتوں کی بجائے رقم کی مقدار دیکھنے کا عادی ہوتا ہے اور یہ انسانی فطرت ہے۔ ایک غریب آدمی جس کو سو روپے ملتے ہیں وہ چھ روپے دیتا ہے تو اس کے نزدیک چھ روپے باوجود غربت کے چھ روپے ہی رہتے ہیں اور اس کے لئے وہ چھ روپیہ دینا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ صرف یہی بات نہیں اور بھی وجوہات ہیں ایک بہت بڑی وجہ غریب کے معیار قربانی کا بلند ہونا ہے جو مقابلے کی وجہ سے بھی اس میں پیدا ہوتی ہے۔ جب امیروں کو غیر معمولی طور پر رقمیں دیتا ہوا دیکھتا ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ فلاں نے ہزار دیا فلاں نے دس ہزار دیا تو وہ اپنے چھ میں کمی کرنے کی استطاعت ہی نہیں پاتا بلکہ ایسا شرمندہ ہوتا ہے وہ چھ روپے دیتے ہوئے بھی کہ ساتھ استغفار کر رہا ہوتا ہے کہ کاش مجھے بھی توفیق ہوتی تو میں اس سے زیادہ دیتا تو نفسیاتی بہت سے پہلو ایسے ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے غریب کے تقویٰ کی حفاظت فرما دی ہے اور اس اعتبار سے امیر غریب کے مقابل پر دل کا بہت زیادہ غریب ثابت ہوتا ہے تبھی قرآن کریم نے جہاں اموال کا ذکر فرمایا مالی قربانی کا وہاں غربت کا ذکر نہیں فرمایا۔ مالی غربت کا ذکر نہیں فرمایا۔ ایک جو آیت میرے ذہن میں ہے اس وقت اس میں مالی غربت کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ دل کی غربت کا ذکر فرمایا۔ فرمایا۔

وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

وہ لوگ جو دل کے بخل سے بچائے جاتے ہیں جو دل کے غریب نہیں ہوتے وہی لوگ ہیں جو اللہ کے نزدیک بہت بڑی فلاح پانے والے ہیں۔

پس جہاں تک چندوں کا تعلق ہے وہاں فیصلہ کن امر یہ نہیں ہوتا کہ کسی کے پاس کتنی دولت ہے ظاہری دولت کتنی ہے بلکہ فیصلہ کن امر یہ ہوتا ہے کہ دل کی دولت کسی کے پاس کتنی ہے اور اس پہلو سے یہ عجیب بدقسمتی ہے امراء کے طبقے کی کہ اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ امیر اپنی غیر معمولی توفیق کے باوجود

شرح کے مطابق چندہ

دینے سے ہچکچاتا ہے۔ ایک آدمی جس کی ایک سو ساٹھ روپے آمد ہے اس کے لئے مشکل نہیں ہے کہ وہ دس روپے دے دے لیکن جس کی سوا لاکھ روپے آمد ہو وہ ہر سال ایک لاکھ روپیہ دے اس کو اتنی بڑی رقم نظر آتی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ تھوڑا بھی دیدوں تو دس ہزار بیس ہزار بھی بہت بڑی رقم ہے اسلئے وہ تھوڑا دے کر بھی اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے کہ میں نے دین کیلئے بڑی قربانی کی ہے اس لئے وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ نے اموال میں کشائش عطا فرمائی ہے اموال میں وسعت بخشی ہے ان کو خصوصیت کے ساتھ اپنے تقویٰ کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ یہ محض ڈراوا ہے ایک کہ مال کم ہو جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال جب خدا کو واپس کیا جاتا ہے تو کم نہیں ہوتا خواہ مخواہ دل میں گانٹھیں پڑی ہوتی ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ گانٹھ کھولنے کا جو مزا ہے وہ نا کھولنے والے کے تصور میں بھی نہیں آسکتا۔ جب بھی آپ خدا کی خاطر دل کی کوئی گانٹھ کھولتے ہیں اس وقت آپ کو دراصل وسعت عطا ہوتی ہے اس وقت آپ کو فراخی ملتی ہے اور وہ فراخی مال کی فراخی کے مقابل پر بہت ہی زیادہ عظیم الشان اور بہت ہی زیادہ سرور بخشنے والی فراخی ہے اس لئے ہمارے امراء کو خصوصیت کے ساتھ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے۔ ایک اور ذریعے سے بھی مجھے پتہ چلتا ہے کہ ان میں کچھ کمزوری باقی ہے غریب آدمی جب کسی مجبوری کے پیش نظر شرح میں کمی کرنا چاہتا ہے تو وہ بے دھڑک معافی کے لئے خط لکھتا ہے اور اس کا معاملہ اتنا واضح ہے اس کی ذمہ داریاں اتنی زیادہ ہوتی ہیں اس کی آمد کے مقابل پر۔ کئی دفعہ مقروض ہو جاتا ہے کئی دفعہ حادثات پیش آجاتے ہیں کہ وہ بالکل بے جھجک ہو کے لکھتا ہے کہ میرے یہ حالات ہیں اس لئے میں پورا دینے کی توفیق نہیں پاتا۔ لیکن امیروں کی طرف سے ایسا کبھی کوئی خط نہیں آیا کیونکہ اگر وہ لکھیں تو ان کو شرمندگی ہوگی اس لئے وہ نظام جماعت کو توڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ایک اور گناہ سرزد کر رہے ہوتے ہیں۔ یعنی غریب آدمی تو جانتا ہے کہ میں لکھوں گا تو میرے لئے بلکہ دعا کی طرف توجہ پیدا ہوگی میری غربت پر رحم آئے گا اور اس لئے اس کی طبیعت میں لکھنے میں ایک طبعی آزادگی پائی جاتی ہے لیکن امیر آدمی اپنا راز کھولتا ہے اپنی خصاصت کا

راز کھولتا ہے (۳) سنا گیا ہے کبھی کسی امیر نے نہیں لکھا کہ مجھے توفیق نہیں ہے اس لئے چندہ کی اُنہیں معاف کر دیا جائے حالانکہ میں نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ اگر کوئی لکھے گا تو میں معاف کر دوں گا۔ لیکن وہ لکھ سکتے ہی نہیں، ان کو توفیق ہی نہیں ہے اس بات کی وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے دل کا بخل ننگا ہو جائے گا۔ اس لئے ایک جرم ایک دوسرے جرم کرنے پر ان کو مجبور کر رہا ہے تو دراصل اصل نگران تقویٰ ہی ہے جو دل کا نگران ہے باہر سے نگرانی ممکن ہی نہیں ہے یعنی حقیقی نگرانی باہر سے نہیں ہو سکتی۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے اُمراء سے کہتا ہوں کہ اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھائیں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں اموال پیش کرتے وقت اپنے تقویٰ کے نگران کو سامنے رکھا کریں یہ نہ دیکھا کریں کہ باہر سے کوئی آنکھ دیکھ رہی ہے یا نہیں دیکھ رہی۔

دوسرا حصہ ہے وہ لوگ جو

اموال خرچ کرنے کے ذمہ دار ہیں

یعنی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مختلف کارکن جو خدا کی راہ میں آنے والے اموال کو خرچ کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں ان میں واقفِ زندگی بھی ہیں اور غیر واقفِ زندگی بھی ہیں۔ پاکستان میں کام کرنے والے بھی ہیں اور باہر کے ملکوں میں بھی۔ ایسے ممالک بھی ہیں جو خدا کے فضل سے بہت خوشحال ہیں اور کم سے کم معیار پر بھی اگر وہاں واقفین رہیں تب بھی اُن کی حالت پاکستان میں بسنے والے واقفین کے مقابل پر اعلیٰ سے اعلیٰ معیار سے بھی اونچی ہے اور ایسے ممالک میں بھی ہیں جہاں اتنی غربت ہے اتنا معیار گرا ہوا ہے کہ بعض دفعہ ایک ہفتہ پہلے جب یہاں کے وظائف میں اضافہ کا اعلان کرتے ہیں تو اس کے بعد یہ اطلاع آتی ہے کہ اب اس مال کی قیمت یہاں آدھی رہ گئی اور ایسا واقعہ ایسا ہو چکا ہے کہ چند دن کے اندر اندر جب وظائف میں اضافہ کیا گیا تو وہاں سے اطلاع ملی کہ اب تو یہاں روپے کی قیمت ۱/۴ رہ گئی ہے۔ بہرحال مختلف حالات میں واقفین زندگی ہوں یا غیر واقفِ زندگی خدا کی راہ میں کچھ قربانی کی توفیق بھی پا رہے ہیں اور کچھ بے احتیاطیاں بھی کر رہے ہیں۔ جو بے احتیاطیاں کرنے والے ہیں اُن کو میں متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ بے احتیاطیاں رفتہ رفتہ بددیانتیوں میں بدل جایا کرتی ہیں اس لئے اگر آپ بے احتیاطی سے بچیں گے اور شروع میں ہی تقویٰ کے معیار کو بڑھا کر سلسلے کے اموال خرچ کریں گے تو اس کا دُہرا فائدہ پہنچے گا اوّل یہ کہ آپ خدا تعالیٰ کی نظر میں زیادہ مقبول ٹھہریں گے آپ کے ذاتی اموال میں بہت برکت ہوگی آپ کی زندگی کے ہر شعبے میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائیگا آپ کی خوشیوں میں برکت آپ کے ایمان اور خلوص میں برکت بخشے گا اور دوسرا یہ کہ جماعت احمدیہ کے مالی قربانی کے معیار کو آپ اونچا کرنے والے ہوں گے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ خرچ کرنے والے کے تقویٰ کا، پیسہ دینے والے کے تقویٰ سے ایک گہرا تعلق ہوتا ہے۔ جہاں خرچ کرنے والوں کا تقویٰ اونچا ہو وہاں خدا کی راہ میں قربانی کرنے والوں کا تقویٰ بھی خود بخود اونچا ہوتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ اکثر احمدیت سے باہر چندے مانگنے والوں کی یہی مصیبت ہے۔ بے شمار روپیہ پڑا ہوا ہے اور بے شمار ایسے دل بھی ہیں جو خدا کی راہ میں خرچ کرنا چاہتے ہیں مگر بدقسمتی ہے بعض قوموں کی کہ وہاں تقویٰ کے ساتھ خرچ کرنے والے نہیں ملتے اس لئے دلوں میں گانٹھیں پڑھ گئی ہیں۔ دینے والا ہاتھ کھلتا نہیں ہے کیونکہ وہ جانتا ہے اپنے تجربے کی بناء پر کہ اس قوم کے لینے والوں نے کبھی دیانت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ لیتے کسی اور نام پر ہیں اور خرچ کسی اور نام پر کرتے ہیں۔ اُن کی شکلیں بتا رہی ہوتی ہیں کہ یہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے لوگ نہیں ہیں۔ مانگنے والے ہیں۔ پس یہ بیماری جب بہت بڑھ جاتی ہے پھر تو ایک قوم کے چندے کو ڈھونگ کی شکل اختیار کرا جاتی ہے لیکن آغاز بھی اگر اس کا ہو تب بھی نقصان پہنچتا ہے اور بالعموم مختلف اتار چڑھاؤ جو دینے والوں کے آپ کو نظر آئیں گے ان کا تعلق خرچ کرنے والوں کے تقویٰ کے اُتار چڑھاؤ سے ضرور ہوگا۔ اس لئے ضروری ہے کہ

سلسلے کے اموال

دُنیا کے جس گوشے میں بھی وصول ہو رہے ہیں اور جس گوشے میں بھی خرچ کئے جا رہے ہیں وہاں تقویٰ کے معیار کو دونوں طرف سے اونچا کیا جائے۔ دینے والوں کے معیار کو ہی نہیں بلکہ خرچ کرنے والوں کے معیار کو بھی اونچا کیا جائے۔ جو بے احتیاطی کی صورتیں میرے سامنے آ رہی ہیں وہ مختلف وقتوں میں توجہ بھی دلائی جاتی ہے اس جگہ میں سمجھتا ہوں کہ ضروری ہے کہ خطبے میں بالعموم اس کی طرف متوجہ کیا جائے۔

جہاں تک ہمارے سنٹرز کا تعلق ہے یا پاکستان میں جو ادارے کام کر رہے ہیں ان کا تعلق ہے تین چار ایسے شعبے ہیں جہاں بے احتیاطی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ بجلی کا خرچ ہے، ٹیلیفون کا خرچ ہے، مہمان نوازی کا خرچ ہے اور سفر خرچ۔ یہ وہ

چار شعبے ہیں

جہاں سے بے احتیاطی شروع ہوتی ہے اور جب یہ بے احتیاطی آگے بڑھ جائے تو پھر بددیانتی شروع ہو جاتی ہے جو پھر ہر شعبے پر اثر انداز ہو جاتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔ الاماشاءاللہ اگر خدا کسی کی پردہ پوشی فرما رہا ہے تو میں کہہ نہیں سکتا مگر بظاہر بددیانتی کی کوئی مثالیں میرے سامنے نہیں آئیں۔ بہت ہی شاذ کے طور پر بعض جماعت میں واقعات ہوتے ہیں بددیانتی کے مگر وہ ضروری نہیں کہ کارکنان ہی میں ہوں۔ چندہ وصول کرنے والوں میں بھی ہوتے ہیں وہ اتنا تھوڑا ہے کہ وہ ناممکن ہے عملاً کہ کسی قوم کے معیار کو اتنا بلند کر دیا جائے کہ ایک فردِ بشر بھی کوئی گڑبڑی نہ دکھائے کوشش تو ہونی چاہیئے مگر بہرحال ایک آئیڈیل ایسا ہے جسے انسان کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ جہاں تک عام معیار کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے واضح بددیانتی موجود نہیں لیکن بے احتیاطی کی بعض باتیں ضرور موجود ہے اور وقت ہے کہ ہم اسے سختی کے ساتھ دبا دیں۔ ایک آدمی جو انگلستان میں بیٹھا ہوا یا امریکہ میں بیٹھا ہوا اپنے خرچ پر اپنے گھر فون نہیں کر سکتا اگر اس کو یہ سہولت ہو کہ جماعت کے خرچ پر جبکہ کوئی نہیں دیکھ رہا جتنا چاہے فون کرے اور ہر ہفتہ ہو گنہ رتا ہے اس کا فون پر اس کا دل اس وقت نہ کٹ رہا ہو کہ جماعت کا اتنا خرچ ہو رہا ہے۔ تو یہاں اس کو میں کہتا ہوں وہ بے احتیاطی جو بددیانتی پر منتج ہو جاتی ہے خواہ انسان واضح طور پر اس بات کو سوچے یا نہ سوچے لیکن بہترین حل اس کا یہ ہے کہ ہر وہ خرچ جو اپنے طور پر وہ کر سکتا ہے اگر اس خرچ کے وقت اس کو تکلیف ہوتی ہے اور جماعت کے اسی قسم کے خرچ پر تکلیف نہیں ہوتی تو ایسا شخص

تقویٰ کے معیار سے گرا ہوا ہے

"ضرور ہے کہ انواعِ رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو۔"

(کشتی نوح)

پیشکش:- گلوب مینو فیکچررس ۲۷ رابندرا سرانی۔ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

فون: 27.04-1

گرام: GLOBEXPORT

بجلیاں جل رہی ہیں تو جلتی چلی جا رہی ہیں پرواہ ہی کوئی نہیں اور بے شمار خرچ اس کی وجہ سے ہو جاتا ہے۔ سردی کے موسم میں گرمی کی ضرورت پڑتی ہے گیس جل رہی ہے اور بعض دفعہ ضرورت سے زیادہ جل رہی ہے کھڑکیاں بھی کھلی ہیں تب بھی کوئی پرواہ نہیں تو ان چیزوں کو آپ بے احتیاطیاں کہیں گے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ بے احتیاطیاں بے دردی کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں اور بے دردی اور بے حسی اور تقویٰ اکٹھے نہیں رہا کرتے۔ ایسی بے دردی اور ایسی بے حسی جو فرق کر کے دکھائے جماعت کے خرچ میں تو موجود ہو اور ذاتی خرچ میں موجود نہ ہو وہ تقویٰ کے خلاف ہے اور یہ صورت حال بالآخر بد دیانتی پہ منتج ہو جاتی ہے۔ اسی لئے اب ہم نے آڈٹ کے انتظام کو زیادہ مستحکم کیا ہے اور بہت زور دیا جا رہا ہے کہ ہر جگہ ۔۔۔۔ آڈیٹر یعنی حساب کرنے والے ۔۔۔۔ جو باقیوں سے جماعتی نظام سے بالکل آزاد ہوں وہ اپنی رپورٹیں براہ راست مجھے بھجوائیں اور ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہی آڈٹ کی رپورٹ پہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ کس ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ایسے مواقع پیش نہیں آنے چاہئیں کہ آڈٹ کے نظام پر انحصار کرنا پڑے۔ کیونکہ آڈٹ کا نظام حقیقت میں اموال کی صحیح حفاظت یا پوری حفاظت نہیں کر سکتا کوئی نگران جو بیرونی ہو وہ سچی اور حقیقی حفاظت کر ہی نہیں سکتا اموال کی۔ خدا تعالیٰ نے

تقویٰ کو ایک اندرونی نگران مقرر فرما دیا ہے

اور یہ وہ نگران ہے جس کا براہِ راست عَالِمُ الغیبِ والشَّھَادۃ سے تعلق ہے کیونکہ تقویٰ خدا کی ذات سے پھوٹتا ہے اس کا مستقل رشتہ ہمیشہ کا ایک رابطہ ہے اپنے رب کے ساتھ اس لئے اس کو بھی خدا تعالیٰ نے عالم الغیب والشھادۃ کی صفات عطا فرما دی۔ تقویٰ کی آنکھ وہ بھی دیکھ رہی ہوتی ہے جو بیرونی آڈیٹر کو نظر آتا ہے اور وہ بھی دیکھ رہی ہوتی ہے جو بیرونی آڈیٹر کو نظر ہی نہیں آسکتا۔ اُن باریکیوں تک بھی چلی جاتی ہے جو نیتوں کے پردوں میں چھپی ہوئی ہوتی ہے اس لئے تقویٰ کی بصیرت کو تیز کریں اور اسی کو اپنا نگران بنائیں اگر آپ اس طرح کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کے اموال میں بھی برکت پڑے گی اور جماعت کے اموال میں بھی ہر لحاظ سے برکت پڑے گی۔ اگر ایک آنہ آپ خرچ کریں گے تقویٰ کے ساتھ خرچ کیا جانے والا آنہ ایک آنے کی قیمت نہیں دیتا وہ تو بعض دفعہ لکھوکھہا روپیہ کی قیمت دیدیتا ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو اللہ پر ایمان لانے والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ دنیا دار کو اس بات کی سمجھ ہی نہیں آسکتی اور پھر بے شمار تقویٰ کے نتائج دور رس ظاہر ہوتے چلے جاتے ہیں جو آئندہ نسلوں تک بھی پہنچتے ہیں اس لئے اس بارہ میں جتنی بھی تاکید کی جائے کم ہے کہ خرچ کرنے والے تقویٰ کے معیار پر قائم ہوں اور اگر کسی کی آنکھ کے سامنے ان کے نقائص نہیں بھی آتے تب بھی خدا کا خوف اختیار کریں کیونکہ دنیا کے اموال کھانا بھی ایک بد دیانتی ہے اور مکروہ چیز ہے۔ لیکن وہ مال جو دینے والوں نے پتہ نہیں کس کس پاکیزہ نیت کے ساتھ کس پیار کے ساتھ، کس محبت کے ساتھ، کیا کیا قربانیاں کرتے ہوئے اپنے رب کے حضور پیش کیا اس مال پر منہ مارنا تو نہایت ہی گندی حرکت ہے، عام معیار سے بہت زیادہ گری ہوئی حرکت ہے۔

واقفین کی ایک اور بھی قسم ہے ہمارے یہاں جو کماتی بھی ہے جماعت کے لئے اور خرچ بھی کرتی ہے اور

بیرونی مُمالک میں ڈاکٹرز سے ہے

افریقہ کے مختلف ممالک میں ہمارے ایسے واقفین ڈاکٹر کام کر رہے ہیں اور ربوہ میں بھی ہسپتال میں ایسے واقفین ڈاکٹر کام کر رہے ہیں کہ اگر وہ دنیا میں ویسے کمائی کے لئے نکلتے تو ہزارہا یا بعض صورتوں میں لکھوکھہا بھی کما سکتے تھے کیونکہ سرجنز وغیرہ کی بہت بڑی قیمت ہوتی ہے آج کل تو امریکہ اور انگلستان وغیرہ میں ایسے ماہر سرجن ہیں جن کی سالانہ آمد لکھوکھہا ڈالرز یا لکھوکھہا پونڈز تک پہنچی ہے اور عملاً یوں لگتا ہے جیسے سرجن سونے کی کان تک پہنچ گیا ہے۔ دوسرے ڈاکٹروں کی بھی بعض ملکوں میں بہت قیمت ہے۔ پاکستان میں بھی آجکل ڈاکٹروں کی کمی کی وجہ سے بہت مہنگے ہو گئے ہیں علاج۔ یعنی اتنے مہنگے ہو گئے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بیماری سے مرنا بہتر ہے بجائے اس کے کہ پیسے دیکر مرے ڈاکٹر کو آدمی۔ ناقابل برداشت ہے واقعی۔ ایسی صورت میں ڈاکٹروں کا وقف کرنا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے ہنر کو کمائی کا ذریعہ بناکر پیش کر دینا ایک عظیم الشان خدمت ہے بہت اونچا مقام ہے یہ تقویٰ کا لیکن اگر اس کے تقاضے پورے کریں تب۔ اگر پیش تو کر دیں لیکن تقاضے پورا نہ کریں تو پھر اسی حد تک گری ہوئی بات بن جاتی ہے جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے سرسری، مجھے بعض خطرات دکھائی دینے لگے ہیں۔ بعض دفعہ آڈٹ کی رپورٹ نہ بھی پہنچ رہی ہو عمومی بے برکتی سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ کچھ نہ کچھ خرابی ضرور موجود ہے اور یہ ہسپتالوں میں عمومی بے برکتی کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں ہر جگہ جماعت کے ہسپتالوں میں یہ رجحان میں دیکھ رہا ہوں کہ جہاں پہلے غیر معمولی برکت تھی ایک خوشی اور بشاشت کا ماحول تھا سارے لوگ اردگرد خوش تھے تعریفوں کے خطوط آتے تھے اور شفاء بہت تھی ان کے ہاتھوں میں، اس کے برعکس صورت پیدا ہو گئی ہے اب شکایتیں آنی شروع ہو گئی ہیں اور جیسے کہ میں نے بیان کیا آڈیٹر خواہ پکڑ سکے یا نہ پکڑ سکے۔ جب کبھی خلقِ خدا ناراض ہونی شروع ہو جائے، خلقِ خدا میں بے چینی پیدا ہو جائے تو اس کا مطلب ہے ضرور کچھ نہ کچھ ہو رہا ہے اور کام کرنے والے کی نیتیں اگر بگڑتی ہیں تو پھر بے برکتی ضرور پیدا ہوتی ہے وہ آپ نے واقعہ سنا ہی ہو گا کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ شکار میں بھٹک گیا اور ایک صحرا میں جو نخلستان ہوتے ہیں یا ایک باغ تھا کوئی چھوٹا سا وہاں پہنچ گیا۔ شدید گرمی تھی وہاں۔ ایک مالی کی بیٹی دیکھ بھال کر رہی تھی چیزوں کی۔ اس نے کہا کہ مجھے شدید پیاس لگی ہے تو اس نے کہا تشریف رکھیں میں ابھی آپ کے لئے رس نکالتی ہوں چنانچہ کچھ پھل اس نے توڑے اور اس کے سامنے ان کا رس نکال کر اس کو پیش کیا۔ تین یا چار پھلوں میں وہ گلاس بھر گیا جب بادشاہ نے وہ گلاس پی لیا تو اسی دوران اس نے حساب بھی کرنا شروع کیا ہوا تھا اس نے کہا کہ یہ باغ ہے اتنا بڑا اس میں فی درخت تقریباً اتنے پھل ہیں اور تین چار پھلوں کے اندر ہی ایک گلاس بھر گیا جوس سے۔ اگر اس کی قیمت اتنی ہو تو اس باغ کی تو اتنی قیمت بنتی ہے اور حکومت اس سے بہت ہی تھوڑا ٹیکس لے رہی ہے کم سے کم دس گنا ٹیکس ہونا چاہیئے ایسے باغ کا۔ وہ یہ حساب کر رہا تھا اور لڑکی اس کے لئے بیچاری پھل توڑ کے جوس بنا بنا کر پیش کر رہی تھی۔ بادشاہ نے کہا کہ بیٹی بہت اچھا جوس ہے مجھے ایک گلاس اور بنا دو اس نے دوسرا گلاس بنانا شروع کیا تو پندرہ بیس پھل لگ گئے تب جاکے مشکل سے گلاس بھرا۔ بادشاہ نے بہت تعجب سے پوچھا کہ بیٹی یہ کیا قصہ ہے ابھی میں نے دیکھا تھا کہ تین چار پھلوں کے اندر ہی گلاس بھر گیا تھا اب پتہ لگا ہے کہ پندرہ بیس پھل ہو گئے ہیں اور بڑی مشکل سے گلاس بھرا ہے تو اس نے جواب دیا کہ آپ جو بھی ہیں مگر میں آپ کو ایک بات بتاتی ہوں کہ ملک کی برکت

بادشاہوں کی نیت سے

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔"
(ارشاد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

محتاجِ دعا۔ اقبال احمد جاوید مع برادران۔ جے ایس روڈ لائنز جے اینڈ انٹرپرائسز

NO 75 FARAH COMMERCIAL COMPLEX
J.K. ROAD BANGLORE
PH. NO. 228666 — PIN: 560002.

ہوا کرتی ہے جب بادشاہوں کی نیت اچھی ہو اپنی رعایا کے متعلق تو خدا تعالیٰ ملک کی فصلوں میں ، اس کے پھلوں میں بہت برکت بخشتا ہے جب بادشاہوں کی نیتیں بگڑ جائیں تو ملک کی ہر چیز پر نحوست طاری ہو جاتی ہے اس کے پھل بھی بگڑ جاتے ہیں اس کی فصلیں بھی بگڑ جاتی ہیں یہ ایک ایسا گہرا سبق تھا اس بادشاہ کے لئے کہ اس نے اس کی زندگی میں اس کی سوچ میں ایک عظیم الشان انقلابی تبدیلی پیدا کر دی۔ تو بعض دفعہ بے برکتی کے نتیجے میں بھی نیتوں کے فساد کا پتہ چلتا ہے۔ جب عمومی بے برکتی کہیں نظر آئے گی تو کوئی نہ کوئی رخنہ آپ کو دیکھنا پڑے گا ضرور کہیں نہ کہیں کوئی رخنہ ملے گا اس لئے پیشتر اس کے کہ زیادہ تفصیل کے ساتھ چھان بین کی جائے، تمام خدمت کرنے والے واقفین سے میں کہتا ہوں کہ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے کہ اپنے ہنر کے باوجود آپ نے اپنی زندگی جماعت کے سامنے پیش کی تو اس نیکی، اس قربانی سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں ورنہ اگر اس کے باوجود آپ نے دیانت داری سے کام نہ لیا اور یہ سمجھتے ہوئے کہ ہماری محنت ہے اس لئے اس میں سے ہم جتنا چاہیں لیں ہمارا حق بنتا ہے دوسرے ڈاکٹر لکھ پتی ہیں تو ہم کیوں غربت میں رہیں۔ اس نیت سے اگر اپنے دل کو طفل تسلی دیتے ہوئے کچھ روپیہ پر غبن شروع کیا تو ساری برکتیں آپکی زندگی سے اٹھ جائیں گی۔ وقف کا

ایک کوڑی کا ثواب بھی نہیں ملے گا

بلکہ الٹا خدا کی پکڑ کے نیچے آئیں گے۔ ایسے ڈاکٹر جو فیسوں کے معاملے میں بد دیانتی کر رہے ہوں آدھی جیب میں ڈالی اور آدھی حساب میں لکھی یا ادویات کے معاملے میں بد دیانتیاں کر رہے ہوں یا اخراجات لکھنے کے معاملے میں بد دیانتیاں کر رہے ہوں کئی قسم کے امکانات احتمالات ہیں جن کے ذریعہ ڈاکٹر بد دیانتی کر سکتا ہے ان کو میں کہتا ہوں کہ آپ کا علاج صرف یہ ہے کہ وقف چھوڑ کے باہر چلے جائیں کیونکہ جب خدا نے آپ کو پاکیزہ رزق کمانے کی توفیق بخشی ہوئی ہے تو اسے حرام بنا کر کھانے کا فائدہ کیا ہے۔ نہایت ہی بے وقوفوں والی بات ہے یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے تقسیم ملک سے پہلے ایک دفعہ قادیان میں ہماری ایک بڑی باجی نے اپنی نوکر کے لئے کچھ کپڑے سلوائے۔ اس بیچاری کو یہ پتہ نہیں تھا کہ میرے لئے سلوائے گئے ہیں تو وہ چوری کر کے لے گئی اور کسی اور چوری میں وہ پکڑی گئی تو وہ کپڑے بھی بیچ میں سے نکل آئے۔ کیسی بے وقوفوں والی بات ہے لیکن اس کی بے وقوفی تو نا سمجھی میں ہوئی تھی اس کو پتہ نہیں تھا کہ یہ کپڑے بغیر چوری کے بھی میرے لئے حلال تھے مجھے ہی ملنے تھے مگر وہ ڈاکٹر جو وقف کرتا ہے اپنی زندگی کو اس کو تو پتہ ہے کہ اگر میں وقف نہ کروں تو یہی کمائی میرے لئے حلال ہے میں اس میں چندے دوں میں جماعت کی خدمات اور طریقے سے کروں اپنا بھی گھر بھروں دوسروں کے بھی گھر بھروں اور بشاشت محسوس کروں ایسا ڈاکٹر اس نوکر سے بہت زیادہ بے وقوف ہے جو یہ دیکھنے کے باوجود کہ حلال رستہ موجود ہے پھر حرام کو اختیار کرتا ہے نہ اس کے وقف کی کوئی قیمت رہتی ہے نہ اس کے روپیہ کی کوئی قیمت رہتی ہے ساری کمائی اس کی گندی ہو جاتی ہے۔ تو سوائے اس کے میں اور کوئی مشورہ نہیں دے سکتا کہ ایسے لوگوں کو چھوڑ دینا چاہیئے، ہسپتالوں کو۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو ان سے بہتر ڈاکٹر مہیا کر دے گا۔ یہ ناممکن ہے کہ سلسلے کے کام رک جائیں۔ ایک بات

جس کی خدا نے ضمانت دے رکھی ہے

وہ یہی ہے کہ سلسلے کے کام ہمیشہ جاری رہیں گے اور برکتوں کے ساتھ جاری رہیں گے۔ اس لئے چند ڈاکٹر جن کے دل گندے ہو چکے ہیں ان کے بدلے خدا اگر ان سے زیادہ پاک ڈاکٹر مہیا کر دے تو سلسلے کے لئے کیسے نقصان کا سودا ہو سکتا ہے اس لئے یا تو وہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں فوری۔ ورنہ خواہ ایسے وقف چھوڑ کر جماعت سے بھی خارج کرنا پڑے گا اور ان کے اوپر جو سرزنش خدا نے مقرر فرمائی ہے وہ ان کے اوپر جاری کرنی پڑے گی۔

لیکن نہ بھی پکڑے جائیں تو بڑی ہی بے وقوفی کا سودا کر رہے ہیں جو حلال کمائی کے امکانات رکھتے ہوئے بھی بے وجہ حرام کمائی میں منہ مار رہے ہیں اور اپنے ہاتھوں کی حلال کمائی کو اپنے ہاتھوں سے حرام بنا بنا کے کھا رہے ہیں۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا اتنی بڑی حماقت کر کیسے کر سکتا ہے ایک باشعور انسان۔ لیکن کرنے والے کر بھی جاتے ہیں اس لئے جماعت خواہ دینے والی ہو یا خرچ کرنے والی ہو دونوں پہلوؤں سے ہمیں تقویٰ کے معیار کو بہت بلند کرنا چاہیئے کیونکہ اصل زادِ راہ ہمارا التقویٰ ہی ہے تقویٰ رہے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ دینے والوں کے اموال میں بھی بہت برکت ہوگی اور جو خرچ کے ذمہ دار بنائے گئے ہیں ان کے اموال میں بھی بہت برکت ہوگی۔ ان دونوں کے ذاتی اموال میں بھی برکت ہوگی اور

جماعتی اموال میں بھی برکت ہوگی

اور غیر معمولی فضلوں اور رحمتوں کی بارشیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوں گی۔ خدا کی راہ میں کھلے دل کے ساتھ خرچ کرنے والے کبھی نقصان میں نہیں رہتے اور خدا کی راہ میں ہاتھ روک کر اس وجہ سے خرچ کرنے والے کہ سلسلے کے اموال ہیں ان میں زیادہ سے زیادہ احتیاط کی جائے وہ بھی کبھی نقصان میں نہیں رہتے۔ اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت ان دونوں امور کی طرف متوجہ ہوگی۔ مجھے خصوصیت کے ساتھ اس لئے یہ تحریک پیدا ہو رہی ہے کہ غیر معمولی طور پر جماعت کے دلوں کو چندے دینے میں فراخی عطا کی گئی ہے۔ اس کثرت کیساتھ پاکیزہ روحانی تبدیلیاں نظر آ رہی ہیں کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے اور روح سربسجود ہو جاتی ہے۔ ایک تحریک کے بعد دوسری کر کے دیکھیں۔ دوسری کے بعد تیسری، تیسری کے بعد چوتھی۔ ابھی پہلی تحریک کا حساب بھی نہیں سمٹا ہوتا کہ دوسری تحریک شروع ہو جاتی ہے اور ہر تحریک پر توقع سے حیرت انگیز طور پر زیادہ جماعت قربانی کرتی چلی جا رہی ہے۔ قابل رشک ہے لیکن تبھی قابل رشک ہے اگر اسے قابل رشک رکھا جائے ہمیشہ کے لئے۔ اگر اس کے ساتھ تقویٰ کے معیار کو اور بلند کیا جائے۔ اگر اس کے ساتھ ساتھ خرچ کرنے والے بھی استغفار کریں اور خدا کا خوف دلوں پر طاری کریں اور کوشش کریں کہ قربانی کرنے والوں کی محبت اور پیار کا ایک پیسہ بھی ضائع نہ ہو۔ ایسے لوگوں کی کمی بھی نہیں ہے جب میں یہ بات کہتا ہوں تو کمزوروں کو پیش نظر رکھ کر کہہ رہا ہوں ہرگز یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ جماعت میں ایسے متقی موجود نہیں ہیں۔ ایسے بھی ہیں جن کے متعلق مجھے فکر کرنی پڑتی ہے کہ یہ جماعت کی خاطر اتنی کنجوسیاں کرتے ہیں اپنے نفس کے اوپر کہ اپنے حق بھی مارتے ہیں اور ان کے متعلق کوئی اور بتا دے تو بتا دے ان کی زبان نہیں ہوتی اس معاملے میں۔ اس لئے مجھے فکر کر کے ان کی ضرورتوں پر نگاہ رکھنی پڑتی ہے کہ کہیں خدانخواستہ میری غفلت کے نتیجہ میں ان کو تکلیف نہ پہنچے۔ تو امر واقعہ یہ ہے

یہ بھی اللہ کی عجیب شان ہے

کہ جب انسان اپنے اندر کا نگران سخت کر دیتا ہے تو باہر سے شفیق دل بھی

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

کراچی میں معیاری سونا کے معیاری زیورات خریدنے اور بنوانے کے لئے تشریف لائیے!

(فون نمبرز ۴۹۔۶۱۷)

الرؤف جیولرز

۱۶ محمد رشید کلاتھ مارکیٹ حیدری شہاد ناظم آباد۔ کراچی

ان کے لئے پیدا کرتا ہے جو باہر ہے اُن کا خیال رکھتے ہیں وہ اپنا درد نہیں کرتے تو خدا اور خدا کے فرشتے ان کا درد کرتے ہیں اور ان کی اولادوں کے اموال میں بھی برکت بخشتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ بعض اولیاء نے کہا ہے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حوالہ دیا ہے اس کے علاوہ اولیاء نے بھی کہا ہے کہ خدا کی خاطر تقویٰ اختیار کرنے والوں اور خدا کی خاطر قربانی کرنے والوں کی سات نسلیں تک بھوکی نہیں مرتیں پھر انتہا برکت کا اثر ان پر چلتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی اپنی جماعت کے ساتھ یہی وعدے ہیں جو خدا نے آپ کو دیئے تھے اس لئے بے خوف ہو کر ان مالی قربانی کی راہوں میں آگے بڑھیں۔ دیتے وقت بھی اپنے تقویٰ کا معیار بلند کریں اور خرچ کرتے وقت بھی اپنے تقویٰ کا معیار بلند کریں۔ اللہ تعالیٰ کی لامتناہی نہ ختم ہونے والی برکتیں آپ پر نازل ہوں گی۔

خطبہ ثانیہ کے لئے حضور نے فرمایا

پاکستان میں جو نئی رو چلی ہے مظالم کی وہ اُسی طرح جاری ہے اور خصوصیت کے ساتھ جماعت کے جو سرکردہ خدمت کرنے والے ہیں ان کو تکلیف پہنچانے کے لئے حکومت باقاعدہ کوشش کر رہی ہے۔ چنانچہ کل ہی پتہ چلا ہے کہ ہمارے امیر ضلع سیالکوٹ چوہدری محمد اعظم صاحب جن کے لئے قبل از گرفتاری ضمانت حاصل کی گئی تھی ان کی ضمانت حکومت نے منسوخ کروا کے پھر ان کو وہیں کورٹ سے زنجیریں پہنا کر قید خانے پہنچا دیا اور خوشاب کے امیر ضلع کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا تھا۔ اور بھی ان کی نظر ہے کہ جماعت کے جہاں جہاں اچھے نمایاں کارندے ہیں اُن کے اوپر ہاتھ ڈالا جائے اور بڑی بے وقوفی ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جماعت کے جتنے بڑے لوگ یعنی دُنیا کی نظر میں جو بڑے کہلاتے ہیں اور خدمت کے لحاظ سے واقعی وہ بڑے بھی ہیں ان پر ہاتھ ڈالیں گے اتنا جماعت کا دل بیٹھ جائے گا، انتہائی بے وقوفوں والا اندازہ ہے جہاں بھی جماعت کے بڑے لوگ تو چھوڑ کے چھوٹے لوگوں پر ہاتھ ڈالا جاتا ہے

جماعت کا دل کئی گنا بڑھ جاتا ہے

پہلے سے۔ ہر تکلیف کے نتیجے میں ہزارہا لوگ عزم کرتے ہیں کہ ہم یہ تکلیف اُٹھائیں گے خدا کی خاطر کاش ہم ہوتے تو ہم اُٹھاتے اب ضلع سیالکوٹ میں آپ دیکھیں گے انشاءاللہ ایک نئی زندگی کی لہر دوڑ جائے گی اور میں اندازہ کر رہا ہوں ابھی سے کہ کس قدر وہاں جوش پیدا ہو چکا ہو گا مجھے ابھی خط تو نہیں ملنے شروع ہوئے لیکن آنے شروع ہو جائیں گے اور وہ گاؤں جو سو گئے تھے بڑی دیر سے جو غفلت کا شکار تھے شیروں کی طرح اُٹھیں گے اب انشاء اللہ ہر ایک ان میں سے کہے گا کہ ہم ہوں ہمارا امیر جہاں چلا گیا اس سے بڑھ کر ہم اس کے لئے دُکھ اُٹھانے کے لئے تیار ہیں تو یہ بہت ہی بے وقوف حکومت ہے جو سمجھتی ہے کہ ان والوں کو ڈرا دیں گے ان کی ہر ترکیب ناکام رہے گی ہر تدبیر جو جماعت کو ناکام کرنے کی یہ سوچیں گے وہی ان کی ناکامیوں اور ذلتوں میں اضافہ کرتی چلی جائے گی۔ بہر حال اپنے ان پیارے بھائیوں کے لئے دُعا کریں جو خدا کی خاطر تکلیف اُٹھا رہے ہیں اور باہر کے لوگ بھی میں جانتا ہوں بڑا دل میں تمنا اور بے قراری رکھتے ہیں کاش ہم بھی ہوتے تو ہم یہ کرتے مگر وقت ہیں بدلتے رہتے ہیں ایسا بھی زمانہ آئے گا کہ باہر کے لوگوں کو بھی خدا تعالیٰ ان چیزوں کے لئے چُنے گا۔

اسی انگلستان کی سرزمین میں

آپ دیکھیں گے کہ جب جماعت ترقی کرے گی تو یہاں بھی بڑے بڑے مظالم ہوں گے کوئی دُنیا کی زمین ایسی نہیں ہے جہاں خدا کی خاطر قربانی کرنے والوں کا خون نہیں بہے گا کوئی دُنیا کی ایسی زمین نہیں ہے جہاں خدا کی خاطر اپنے نفسوں کو آزاد کرنے والوں کے ہاتھوں میں زنجیریں نہیں پہنائی جائیں گی اس لئے تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ جو باہر والے ہیں ان کی بھی باری آئے گی۔ لیکن پہلے کام تو کریں پہلے کچھ تیاریاں کچھ اپنا مقام پیدا کریں پھر باری آئے گی۔ دودھ پیتے بچے کی تو آزمائشیں نہیں کی جاتیں۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کے اندر یہ عزم بھی پیدا کرے اگر واقعی تمنا ہے کہ خدا کی خاطر قربانیاں کریں اور امتحانوں میں پورے اتریں تو پھر وہ مقام تو حاصل کر لیں جس کے بعد پھر وہ قربانیاں پیش کی جاتی ہیں ؎

گرتے ہیں شاہسوار ہی میدانِ جنگ میں۔ وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

چلنا تو سب کو ہی پہلے پھر گرنے کی باری بعد میں آئے گی

اسلام اور حقوقِ نسواں بقیہ صفحہ ۱۱

ہاں جب بڑے ہو جائیں تو تعلیم وغیرہ کے لئے باپ کے سپرد کر دیئے جائیں۔ جب تک بچے ماں کے پاس رہیں اُن کا خرچ باپ ادا کرے۔ بلکہ ماں کو اُن کے لئے جو وقت خرچ کرنا پڑے اور کام کرنا پڑے تو اُس کی [illegible] خاوند کو کرنی چاہیے۔ مطلقہ عورتوں کے حقوق کے بارہ میں جو ہدایات قرآن مجید نے دی ہیں اُن کا ذکر بیوہ عورتوں کے حقوق سے ملا کے دیا گیا ہے فرماتا ہے وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ۔ اس آیت میں طلاق کے مضمون کو ختم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مطلقات سے حسن سلوک کے حکم کو پھر دہرایا ہے۔ چونکہ عام طور پر مطلقات سے ناراضگی ہوتی ہے اس لئے فرمایا انہیں اُن سے اچھا سلوک کرنا چاہیئے تسریح باحسان۔ ولا تنسوا الفضل بینکم اور خاص طور پر اس آیت میں پچھلی آیتوں پر اس کا عطف کر کے یہ بھی بتا دیا ہے کہ مطلقہ عورتوں کو بھی اگر عرصۂ عدت سے زیادہ گھر میں رہنے کی ضرورت ہو تو رہنے دیا جائے اور اُن کو بھی اُن کے مناسب حال فائدہ پہنچانا چاہیئے۔ یہ متقیوں پر حق قرار دیا گیا ہے۔ پس مطلقہ عورت سے بھی بے مروتی نہیں کرنی چاہیئے اور اُس کو عدت کے فوراً بعد گھر سے نہیں نکالنا چاہیئے۔ بلکہ بطریق احسان اُسے موقعہ دینا چاہیئے کہ وہ اطمینان سے نقل مکان کا انتظام کر سکے۔"

(تفسیر سورۃ البقرہ صفحہ ۵۴۱)

قرآنی احکامات کی روح یہی ہے کہ ان احکامات پر ایسے طور پر عمل ہو کہ تلخی پیدا کرنے کی بجائے دونوں فریق ایسے رنگ میں جُدائی اختیار کریں کہ یہ جُدائی جو ابغض الحلال پر عمل کی صورت میں اختیار کرنی پڑتی ہے یہ علیحدگی مجبوری کی وجہ سے ہوئی ہے ورنہ آپس میں کوئی بدمزگی یا تلخی نہیں ہونی چاہیئے وھو المراد۔ یہ وہ تعلیم ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت دی جبکہ اُس کے بالکل برعکس خیالات دُنیا میں رائج تھے اور عورتیں ہزاروں سال سے ظلم و ستم برداشت کرتی چلی آ رہی تھیں۔ ہر مذہب کے پیروؤں نے یہ غلامی کا طوق اُن کی گردن میں ڈال رکھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی وقت میں ان دیرینہ قیود کو کاٹ دیا اور دنیا بھر کی عورتوں کو آزاد کر دیا۔ مگر دُنیا نے اس خدمت کی قدر نہ کی۔ ان خدمات کو اپنی نابینائی سے ظلم قرار دیا۔ طلاق اور خلع کو فساد قرار دیا۔ ورثہ کو خاندان کی بربادی کا ذریعہ۔ عورت کے مستقل حقوق کو خانگی زندگی کا تباہ کرنے والا۔ اور وہ تیرہ سو سال اسی طرح کرتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ وہ وقت آ گیا کہ اسلام کی تعلیم کا زبانِ عمل سے اعتراف کرنے لگ گئی اور غیر از اسلام حکومتوں نے اپنے ایک ایک کر کے قوانین بدلے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اصولوں کی پیروی کرنے لگی ہیں۔ اور اب تو انسانی حقوق کے ادا کرانے کے لئے انجمنیں بن گئی ہیں۔ مگر ابھی تک اُن حقوق سے جو اسلام نے دیئے ہیں مُقابلہ نہیں کر سکتیں۔ اور ابھی کئی حقوق باقی ہیں جن میں اسلام اب بھی باقی دُنیا کی رہنمائی کر رہا ہے لیکن ابھی اُس نے اس رہنمائی کو قبول نہیں کیا۔ لیکن وہ زمانہ دُور نہیں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کو ان معاملات میں بھی دُنیا قبول کرے نہ صرف حقوقِ نسواں کے تعلق سے بلکہ پوری تعلیم اسلام کو اپنانے کے اعتبار سے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ولادت

مورخہ ۲۸-۲-۸۶ کو محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اور مکرم اشفاق احمد صاحب کے ہاں اللہ تعالیٰ نے پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ۔ نومولود کا نام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے "عطاء المجیب" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ کا نواسہ اور محترم بشیر احمد صاحب سعید آباد حیدرآبادی کا پوتا ہے۔ نومولود کی صحت و سلامتی درازئ عمر اور اہل خاندان کے لئے قرۃ العین بننے کے لیے قارئین بدر سے دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

پیارے الیاس اور نعیم اور ناصر اور رفیع کیلئے جب تک ہمارا آقا آخری تقدیر ظاہر نہیں فرماتا

ہم "رَبِّ اِنِّی لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ" کی صدا بلند کرتے رہیں گے۔!

اسیرانِ راہِ مولیٰ اور اُن کے اقرباء کے نام پیارے آقا کے پیارے مکتوبات

مکرم محمد الیاس منیر صاحب کے تایا مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش قادیان نے سُنتِ یوسفی کو زندہ کرنے والے اسیرانِ راہِ مولیٰ اور اُن کے اقرباء کی جو چشمدید روئداد سُنائی وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے صبر و ثبات کے واقعات کی یاد تازہ کرنے والی ہے۔ ان ہی کے ذریعہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اپنے دستِ مبارک سے تحریر کردہ چند مکتوبات موصول ہوئے ہیں جو اس غرض سے ہدیۂ قارئین کئے جا رہے ہیں کہ دُعاؤں کی قبولیت کا مبارک مہینہ "شہر رمضان" اپنی برکتوں اور رحمتوں کے ساتھ گویا صرف ہمارے لئے ہی آ رہا ہے —— خدا تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنے ان پیاروں اور ان کے مہجور پیاروں کے لئے قادر و قدیر اور مقتدر خُدا کے حضور عاجزانہ و دردمندانہ دُعائیں کرتے رہیں —— یاد رہے کہ تذکرہ بالا چار مظلوم بھائیوں کے علاوہ جنہیں پاکستان میں سزائے موت سُنائی گئی ہے دیگر چار بھائیوں مکرم محمد نثار شاہد صاحب۔ حاذق رفیق صاحب۔ عبدالقدیر صاحب اور محمد دین صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ کو ۲۵-۲۵ سال کی عمر قید بامشقت سُنائی گئی ہے۔ یَا لَلْعَجَبِ وَ لِضَیْعَۃِ الْحَقِّ ——!!

(قائم مقام ایڈیٹر)

(۱) گرفتاری کے کچھ عرصہ بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ کو مخاطب کرکے تحریر فرمایا:۔

لندن

۱۳۶۴ ہش / ۱۹۸۵ء - ۱ - ۶

پیارے الیاس منیر سلمکم اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

راہِ مولیٰ کے اسیروں کے خطوط میرے دل پر اتنا گہرا اثر کرتے ہیں کہ جواب دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ میرا دل آپ سب کے لئے بہت زخمی ہے اور جان کو فکر لگا رہتا ہے۔ آپ کے مہجور۔ غمزدہ۔ ترساں عزیزوں کے خیال سے اور بھی زیادہ غمناک ہو جاتا ہوں۔ اور آپ سب کے لئے اور آپ سب کے عزیزوں کے لئے دل کی گہرائیوں سے دُعائیں نکلتی ہیں۔

اللہ مجھے آپ کی طرف سے کوئی مزید صدمہ نہ دکھلائے۔ اور پہلے غموں کو بھی اس طرح زائل فرما دے گویا وہ کبھی نہ تھے۔ اللہ ہر آن آپ پر اپنے فضلوں اور رحمتوں کی بارشیں برساتا رہے اور آپ کے کانوں میں "نہ ڈر۔ قریب ہوں میں" کی پیار بھری سرگوشیوں کے رس گھولتا رہے۔

اپنے سب ساتھیوں کو میرا نہایت محبت بھرا سلام پہنچا دیں۔ اور یہ گزارش کر دیں کہ دوسری دُعاؤں کے ساتھ مجھے بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ خدا حافظ!

فی امان اللہ۔ فی امان اللہ۔ والسلام

خاکسار:۔ مرزا طاہر احمد

آپ سب کو نیا سال مبارک ہو۔

(۲)

سزائے موت سُنائے جانے سے کافی عرصہ پہلے مکرم شیخ نعیم الدین صاحب کو مخاطب کرکے رقم فرمودہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیارا مکتوب:۔

فرانکفورٹ

محض للہ قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا

پیارے عزیزم نعیم الدین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

قید کی کوٹھری سے لکھا ہوا آپ کا خط ملا جس نے دل کی عجیب کیفیت کر دی۔ پہلے ہی حال یہ ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ آپ یاد نہ آتے ہوں۔ کوئی رات ایسی نہیں آتی کہ آپ کے خیال سے دل بے قرار نہ ہو جاتا ہو۔ بہت کرب اور درد کے ساتھ عاجزانہ دُعاؤں کی توفیق مل رہی ہے۔

آپ کی قید کا تصور اپنی آزادی سے نفرت پیدا کرتا ہے۔ مگر مجھے یقین ہے کہ اللہ آپ کے حوصلے بلند رکھے گا۔ انشاء اللہ۔ آپ کبھی اس بات کو نہیں بھولیں کہ جس عارضی تکلیف میں آپ مبتلا ہیں اللہ اپنا دائمی پیار عطا کرکے یہ قرض سب باقی کرے گا۔ اور ایسے لامتناہی فضل نازل فرمائے گا کہ یہ قربانی ان کے مقابل پر حقیر اور بے معنی دکھائی دے گی۔

اللہ ہر آن آپ کا حامی و ناصر ہو اور رفیق رہے۔ اور جلد تر یہ کٹھن گھڑیاں ختم فرمائے۔ اور ظالموں کو کیفرِ کردار تک پہنچائے۔ آمین۔

خدا حافظ!

والسلام۔ خاکسار:۔ مرزا طاہر احمد

(۳)

۲۵ سال کی عمر قید بامشقت کا ظالمانہ فیصلہ سُنائے جانے سے قبل حضور انور نے مکرم محمد نثار شاہد صاحب کے نام یوں اپنے دلی جذبات کی ترجمانی فرمائی:۔

۱۳۶۴ / ۱۹۸۵ ۳-۳

پیارے عزیزم محمد نثار شاہد اسیر راہِ مولیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کا جیل سے لکھا ہوا محبت بھرا پُر خلوص خط اس وقت میرے سامنے ہے اور وفورِ جذبات سے آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی ہیں۔ یوں تو ہر دم آپ بھائیوں کا خیال دل میں پھانس کی طرح اٹکا رہتا ہے۔ مگر جب کسی کے خط میں آپ کا ذکر آئے یا کسی اسیر رہِ مولا کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا خط ملے تو دل میں ایک طلاطم بپا ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ دل سے ایسے درد سے دُعا نکلتی ہے کہ یقین نہیں آتا کہ رحمتِ باری اُسے ٹھکرا سکے گی۔ لیکن وہ حکمتِ کُل ہے اور ہم نادان جاہل بندے۔ وہ ہماری فلاح اور بہبود کو ہم سے بہتر سمجھتا ہے۔ اگر اسلام کے احیائے نَو کے لئے وہ ہم ناکارہ بندوں کو قربانی کی سعادت بخشنا چاہتا ہے تو ہم بسر و چشم حاضر ہیں۔ لیکن بڑے خوش نصیب ہیں وہ جنہیں اس کی نظرِ عنایت پھولوں کی طرح چن لے۔ لیکن اُن بے کسوں کا کیا حال ہوگا جن کے دل کے نصیب میں اپنی محرومی کا احساس اور اپنے پیاروں کی یادوں کے کانٹے رہ جائیں گے۔

جب یہ باتیں سوچتا ہوں تو دل سے بڑی بے قرار آواز اُٹھتی ہے کہ اے حکمتِ بالغہ اور عقلِ کُل کے مالک تو قدرتِ کاملہ کا بھی تو مالک ہے۔ ہم پر رحم فرما۔ اور ہمیں دُکھ کی ہر آزمائش سے نجات بخش۔ اور دُنیا اور آخرت کی حسنات سے نواز اور اپنے پیاروں کے دُکھ میں مُبتلا نہ فرما۔ اے ارحم الراحمین رحم فرما۔ اے ارحم الراحمین رحم فرما۔ اے ارحم الراحمین رحم فرما۔

اپنے سب سعید بخت ساتھیوں کو بے حد محبت بھرا سلام پہنچا دیں۔ یہ خط آپ سب کے لئے ہے۔ آپ میں سے ہر ایک میرا مخاطب ہے۔ آپ کو میری بھیجی ہوئی ٹافیوں کا مزا آیا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ مگر مجھے تو جب مزا آئے گا جب اپنے سامنے اپنے ساتھ بٹھا کر اپنے پیاروں کو کچھ کھلاؤں گا۔ خدا حافظ!

والسلام

خاکسار:۔ مرزا طاہر احمد

معصوم بچّے کی پکار

"میرے پیارے ابو آجاؤ"

مکرم ناصر احمد صاحب قریشی نے اپنے ایک خط میں لکھا ــ "سب سے چھوٹا بچہ جس کی عمر چھ سال ہے جب بھی ملاقات کے لئے آتا ہے تو مجھے جیل کی ڈبل جالیوں سے باہر سہم کر کہتا ہے۔ اے ابا! مجھ سے ملاقات نہیں کرنی ...... !" ــ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مُنیر اپنے کمسن پوتے کو اُس کے والد محمد الیاس مُنیر صاحب سے ملاقات کروانے لے گئے۔ وہ لکھتے ہیں "گزشتہ ہفتہ تو طارق اپنے ابو کے کندھوں پر چڑھ گیا اور اصرار کرنے لگا کہ ابو ہمارے ساتھ ہمارے گھر چلیں ــ !"

مکرم سیّد احسن اسمٰعیل صاحب صِدّیقی نے ذیل کی نظم میں اسیرانِ راہِ مولیٰ کے معصوم بچّوں کے جذبات و احساسات کو جو زبان دی ہے وہ اگرچہ پڑھنی اور سُننی مشکل ہوگی مگر تحریکِ دُعا کا بہترین ذریعہ ہے۔ (قائم مقام ایڈیٹر)

اِک روز جو ساہیوال سے گئے — سب خوشیاں پیچھے ڈال گئے
ہم غم سے جو بے حال سے گئے — یہ دل کا درد مٹا جاؤ — میرے پیارے ابو آجاؤ
کیا ساہیوال میں جا دیکھا — اِک منظر درد بھرا دیکھا
ابو کو وہاں جکڑا دیکھا — اِس دُکھ سے رہائی پا جاؤ — میرے پیارے ابو آجاؤ
کس حال میں ابو رہتے ہو — دِن رات مصائب سہتے ہو
زحمت کو بھی رحمت کہتے ہو — دُکھ درد کے مارے آجاؤ — میرے پیارے ابو آجاؤ
اُف غم کی اِک تصویر ہو تم — یوں پابندِ زنجیر ہو تم
حالانکہ بے تقصیر ہو تم — اِس عشق کا راز بتا جاؤ — میرے پیارے ابو آجاؤ
کیا پیتے ہو کیا کھاتے ہو — کیا فرش ہی پہ سو جاتے ہو
کیوں ہم سے حال چھپاتے ہو — پھر خوشیاں بن کے چھا جاؤ — میرے پیارے ابو آجاؤ
دادا کی دُعائیں روتی ہیں — امی کی صدائیں روتی ہیں
بچوں کی ادائیں روتی ہیں — ملنے کی آس بندھا جاؤ — میرے پیارے ابو آجاؤ
کیوں بند ہو اِس بند کمرے میں — بُلبل ہو جیسے پنجرے میں
کیا کشتی ہے اب خطرے میں — ہر خطرے سے ٹکرا جاؤ — میرے پیارے ابو آجاؤ
کب اپنے گھر میں آؤ گے — کب ہم کو گود اُٹھاؤ گے
کب ہنسو گے اور ہنساؤ گے — پھر پیار کی جوت جگا جاؤ — میرے پیارے ابو آجاؤ
یہ صبر کبھی پھل لائے گا — اللہ کرم فرمائے گا
پھر ابرِ بہاراں چھائے گا — جنّت سی ایک بسا جاؤ — میرے پیارے ابو آجاؤ
اِس فتحِ مُبیں کو آنے دو — قُدرت کو نشاں دکھلانے دو
دُشمن کو زور لگانے دو — اللہ کے آگے جُھک جاؤ — میرے پیارے ابو آجاؤ
عظمت کے نشان خدا حافظ — اللہ کی امان خدا حافظ
میرے ابو جان خدا حافظ — فُرقت کی آگ بُجھا جاؤ — میرے پیارے ابو آجاؤ
دِن غم سے بھرا ہے عرصہ سے — اِک حشر بپا ہے عرصہ سے
خُوں کھول رہا ہے عرصہ سے — اب اور نہ ہم کو ترساؤ — میرے پیارے ابو آجاؤ
اللہ حفاظت فرمائے — رحمت کا نشاں اِک دِکھلائے
چھٹ جائیں غموں کے یہ سائے — اشکوں سے دُعا کو گرماؤ
میرے پیارے ابو آجاؤ

○

سیدنا بلال فنڈ

"یہ ایک خاص نوعیت کی تحریک ہے جس میں بشاشتِ طبع ہی نہیں بلکہ طبیعت کا دباؤ ضروری ہے۔ دل سے بے قرار تمنا اُٹھ رہی ہو، ایک خواہش پیدا ہوئی ہو کہ میں اس میں شامل ہوں۔ پھر خواہ کسی کو آنہ دینے کی بھی توفیق ہو وہ بھی عظیم دولت ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ مارچ ۱۹۸۶ء)

---

(۴)

سزائے موت کا ظالمانہ فیصلہ سُنائے جانے کے بعد مکرم محمد الیاس مُنیر صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ کی اہلیہ محترمہ کے مثالی صبر و استقامت سے خوش ہو کر ہمارے پیارے آقا نے اس صبر و رضا کی پیکر خاتون کو جس رنگ میں دُعائیں دیں اور حوصلہ افزائی فرمائی ہے وہ ہر خاتونِ احمدیت کے لئے باعثِ رشک و فخر ہے :-

$\frac{۱۳۶۵}{۱۹۸۶}$-۳-۳۱

پیاری عزیزہ بیٹی طاہرہ الیاس !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔

اس عظیم الشان ابتلاء کے تاریخی دَور میں تمہیں میرے مولا نے عزم و ہمت اور صبر و رضا کا پیکر بنانے کے لئے چُن لیا۔ غم کے لباس میں رضائے باری تعالیٰ کی بے بہا خلعت تمہیں عطا کی گئی۔ درد و الم کی چادر کے پردے میں اللہ تعالیٰ کی لازوال رحمتوں اور برکتوں کے سائے نے تمہارے سر کو ڈھانپ لیا۔ آج ثباتِ قدم تمہارے پاؤں کی جھانجن ہے۔ قربانی اور ایثار تمہارے بدن کے زیور ہیں۔ نورِ ایمان تمہارے ماتھے کا جُھومر ہے۔ میرا پیارا الیاس تمہارا سرتاج ہے۔ اللہ تمہارا سرتاج، تمہارا سہاگ سلامت رکھے۔ آمین۔

مَیں جانتا ہوں کہ شہادت اور پھر ایسی عظیم شہادت ایک قابلِ صد رشک سعادت ہے۔ لیکن مَیں یہ بھی جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ظاہری جان لئے بغیر بھی لازوال زندگی عطا کر سکتا ہے۔ وہ مالک اور قادر اور قدیر اور مقتدر ہے۔ اسمٰعیلی قربانی اپنی آن بان اور شان میں اس بناء پر کم تو نہیں ہو گئی کہ "قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا" کی پُرشوکت آواز نے اسمٰعیل کی گردن پر چلنے والی چُھری کی حرکت سلب کر لی۔ بس میرا بھکاری دِل اگر مالکِ کون و مکان سے اپنے پیارے الیاس اور نعیم اور ناصر اور رفیع کے لئے اس دُنیا کی بھیک بھی مانگتا ہے اور آخرت کی بھی تو تعلیمِ قرآن کے منافی تو نہیں۔ ہم تو گداگر ہیں۔ راہِ مولا کے گداگر۔ جب تک ہمارا آقا آخری تقدیر ظاہر نہیں فرماتا ہم رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ کی صدا بلند کرتے رہیں گے۔ اور جب وہ تقدیرِ خیر کو ظاہر فرما دے گا تو وہ جس بھیس میں بھی آئے ہم حمد و شکر کے ترانے گاتے ہوئے اس کا خیر مقدم کریں گے۔ مومن کا تو کوئی سودا بھی نقصان اور خوف اور حزن کا سودا نہیں۔ ہمیں لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کی معرفت کا جام لبالب پلایا گیا ہے۔

میری پیاری طاہرہ بیٹی! جس طرح آج مَیں تمہیں اور تمہارے بچّوں کو اور پیارے الیاس کے سب پیاروں کو اور راہِ مولا میں دُکھ اُٹھانے والے اپنے دُوسرے سب عزیزوں کو اور نعیم کو اور ناصر کو اور رفیع کو اور اُن سب کو دیکھ رہا ہوں جو پسِ زندان عہدِ یوسفی کی یادوں کو زندہ کر رہے اور حسنِ یوسف کی شمعیں فروزاں کئے ہوئے ہیں۔ جب میں اُن کو اور اُن کے ہجر میں تڑپتے ہوئے اُن کے سب عزیزوں اور پیاروں کو بڑے فخر اور درد میں ڈوبی ہوئی محبت کی نظر سے دیکھتا ہوں تو بے اختیار میرے دِل سے یہ دُعا نکلتی ہے، مَیں کیا اور میری محبت کی نظر کیا، اَے میرے مولا اور اَے میرے مالک میرے معبود میرے مسجود خدا تُو خود اُن کو اپنی دائمی محبت کی نظر سے سرفراز فرما۔ اور دُنیا اور آخرت کی حسنات سے اُن کے ظروف بھر دے۔ اور نسلاً بعد نسلٍ اُن کی اولاد در اولاد کو اپنے فضلوں اور رحمتوں اور برکتوں سے سرفراز فرماتا رہ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اپنے پیارے بلند نصیب بچّوں کو گود میں بٹھا کر میرے دِل کا پیار پہنچا دو۔ اپنے ابا اور اُمّی کو بہت بہت محبت بھرا سلام۔ اللہ نے تم سب کو قابلِ رشک استقامت بخشی ہے۔

والسّلام

خاکسار :- مرزا طاہر احمد

○

تقریر برجلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۵ء

آخری قسط

اسلام اور حقوقِ نسواں

عورت کے خلع۔ طلاق۔ نان و نفقہ اور ورثہ وغیرہ کے تعلق میں

از محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

خلع۔ طلاق اور نان و نفقہ کے بارہ میں تعلیم

بدقسمتی سے ہمارے ملک میں اسلامی تعلیم سے ناواقفیت کی وجہ سے یہ رواج ہے کہ معمولی معمولی جھگڑوں پر لوگ بیویوں کو کہہ دیتے ہیں کہ تمہیں طلاق تین طلاق۔ تین ہزار طلاق تین کروڑ طلاق تین ارب طلاق حالانکہ اسلام نے اس تمسخر کی اجازت نہیں دی اور آجکل وہ لوگ جو شریعت سے پورے طور پر واقف نہیں کہہ دیتے ہیں کہ تین دفعہ یکدم طلاق دینے کے بعد عورت سے دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا حالانکہ یہ طلاق شرعی لحاظ سے ایک ہی طلاق ہے اور عدت گزرنے کے بعد عورت سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب اس قسم کے واقعات بکثرت ہونے لگے تو آپ نے فرمایا کہ اب اگر کوئی شخص اپنی بیویوں کو بیک وقت ایک سے زیادہ طلاقیں دے گا تو میں سزا کے طور پر اس کی بیوی کو اس پر ناجائز قرار دے دوں گا جب آپ پر یہ سوال ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا حکم نہیں دیا پھر آپ نے ایسا کیوں کیا تو آپ نے فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ منشاء تھا کہ اس قسم کی طلاقیں رک جائیں مگر چونکہ تم لوگ اس قسم کی طلاقیں دینے سے نہیں رکے اس لئے میں سزا کے طور پر اس قسم کی طلاق کو جائز قرار دے دوں گا چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور آپ کا ایسا کرنا ایک وقتی مصلحت کے ماتحت تھا اور صرف سزا کے طور پر تھا۔ مستقل حکم کے طور پر نہیں تھا قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے رشتہ کو ایک دوسرے کے لئے مودت و رحمت کا موجب قرار دیا ہے۔ اسی طرح بائیبل میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کیلئے حوا پیدا کی تا کہ وہ آدم کے لئے آرام و سکون کا موجب ہو۔ یہی دو وجود جو ایک دوسرے کے لئے تسکین آرام اور راحت کا موجب ہیں کبھی کبھی انہیں لڑائی جھگڑے کا موجب بنا لیا جاتا ہے اور راحت و سکون کی بجائے بیوی خاوند کے لئے اور خاوند بیوی کے لئے دنیا میں سب سے زیادہ تکلیف دینے کا موجب بن جاتے ہیں ہزاروں خاوند ایسے ہیں جو اپنی بیویوں کے لئے بدترین عذاب ہوتے ہیں اور ہزاروں بیویاں ایسی ہیں جو اپنے خاوندوں کے لئے بدترین عذاب ہو جاتی ہیں ایسے موقعہ کے لئے اسلام کا حکم ہے کہ مرد عورت کو طلاق دے یا عورت مرد سے خلع کرائے لیکن طلاق اور خلع سے پہلے اسلام نے کچھ احکام بیان کئے ہیں جن کو مدنظر رکھنا مرد اور عورت اور قاضیوں کا فرض قرار دیا ہے تا کہ طلاق اور خلع عام نہ ہو جائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ میں فرمایا ہے اَبْغَضُ الْحَلَالِ عِنْدَ اللّٰہِ الطَّلَاقُ یعنی حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز خدا کے نزدیک طلاق ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئیے کہ درحقیقت طلاق اور خلع درحقیقت ایک ہی معنیٰ رکھتے ہیں اگر مرد عورت کو چھوڑتا ہے تو وہ طلاق ہو جائے گی اور اگر میاں سے یہ مطالبہ کرے کہ وہ اسے آزاد کر دے تو وہ خلع کہلائے گا اور خلع بھی ابغض الحلال کے ماتحت ہی آئے گا جہاں تک نسوانی حقوق کا سوال ہے خلع کا مسئلہ مسلمان بھول چکے ہیں جسکی وجہ سے عورتوں کے لئے ازحد مشکلات کا سامنا تھا احمدیت نے ان کے اس حق کو قائم کیا ہے اور عورتوں کو ان تکالیف سے نجات دی ہے جو ان حقوق کی عدم ادائیگی کی وجہ سے اُن کو پہنچتی تھیں۔

اگر مرد عورت کے تعلقات کسی وقت بگڑ جائیں تو حکم ہے کہ جسقدر ہو سکے صلح کی کوشش کریں اگر آپس میں صلح نہ ہو سکے اور فساد بڑھتا ہی جائے تو اسلام کہتا ہے کہ ایک حَکَم مرد کے عزیزوں یا عزیز نہ ہوں تو دوستوں میں سے اور ایک عورت کے عزیزوں یا اُس کے خیر خواہوں میں سے مقرر کیا جائے دونوں مل کر نا اتفاقی کے وجوہ پر غور کریں اگر اُن کے نزدیک صلح ممکن ہو تو ان تجاویز کے ذریعہ سے جو ان کے ذہن میں ہوں صلح کرانیکی کوشش کریں اگر ان کے نزدیک صلح کی کوئی صورت ممکن نہ ہو یا ان کی تجاویز ناکام ہو جائیں تو پھر مرد کو اجازت ہوگی کہ وہ عورت کو طلاق دے دے یعنی اپنے نکاح کے فسخ کرنے کا اعلان کرے اس اعلان فسخ نکاح کے لئے بھی شرائط مقرر ہیں مثلاً یہ کہ علی الاعلان ہو اسی طرح پسند کیا گیا ہے کہ ایک ایک ماہ کے بعد تین دفعہ کرے ہو تا کہ شاید اس عرصہ میں پھر دل درست ہو جائیں تو صلح کر لیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ یعنی وہ طلاق جس میں مرد کو رجوع کا حق حاصل ہے صرف دو دفعہ ہے اس سے زیادہ نہیں لفظ مرّتٰن کا مطلب ہے مَرَّۃٌ بعد مَرَّۃٍ یعنی ایک ہی دفعہ طلاقیں نہ دی جائیں بلکہ باری باری دی جائیں۔ ہر طلاق کی مدت جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے تین قروء ہے خواہ وہ ہر مہینے میں طلاق دے یا شروع میں ایک دفعہ دے اس سے طلاق کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ فقہاء نے ہر مہینے طلاق دینے کی طرف اس لئے توجہ دلائی ہے کہ اس طرح بار بار انسان کو رجوع کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک خواہ انسان ایک دفعہ طلاق دے یا ہر مہینے طلاق دے وہ ایک ہی طلاق سمجھی جائے گی اور عدت گزرنے کے بعد پھر خاوند نکاح کر سکے گا اس قسم کی طلاقیں صرف دو جائز ہیں یعنی طلاق دینا اور عدت کے بعد دوبارہ نکاح کر لینا اگر دو ہو جائیں تو اس کے بعد تیسری مرتبہ طلاق دے دے تو ایسے شخص کے لئے اس عورت سے دوبارہ نکاح جائز نہیں جب تک کہ وہ باقاعدہ اور شرعی نکاح دوسرے شخص سے نہ کر چکی ہو جو حقیقی نکاح ہو حلالہ نہ ہو کیونکہ حلالہ کا وجود اسلام میں نہیں ملتا بعض محدثین اور بعض فقہاء کے اقوال اس کے خلاف نظر آتے ہیں لیکن قرآن کریم کے الفاظ الطلاق مرّتٰن بالکل واضح ہیں اور اس سے پہلی آیت والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلاثۃ قروء ولا یحل لھن ان یکتمن ما خلق اللّٰہ فی ارحامھن ان کن یؤمن باللّٰہ والیوم الاٰخر وبعولتھن احق بردھن فی ذٰلک ان ارادوا اصلاحًا واضح کرتی ہے کہ ہر ایک طلاق تین قروء تک جاتا ہے اس عرصہ میں انسان بغیر نکاح کے رجوع کر سکتا ہے اور الطلاق مرّتٰن کے چند آیات بعد کی آیت واذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن اذا تراضوا بینھم بالمعروف بتاتی ہے کہ طلاق کی مدت گزر جانے کے بعد خاوند دوبارہ نکاح کر سکتا ہے درمیانی آیت الطلاق مرّتٰن اسی پہلی قسم کی طلاق کی طرف اشارہ کرتی ہے اور پہلی قسم کی طلاق ہے کہ تین قروء تک رجوع جائز ہے اور تین قروء کے بعد نکاح جائز ہے غرض اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ بتاتی ہے کہ طلاق کے بعد عدت گزر جانے کی صورت میں خاوند کو دو دفعہ دوبارہ نکاح کا حق حاصل ہے ایسے دو واقعات کے بعد اگر پھر انسان طلاق دے دے تو اس کو نکاح کا حق حاصل ہے ایسے دو واقعات کے بعد اگر پھر انسان طلاق دے دے تو اس کو نکاح کا حق حاصل نہیں رہتا۔

اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صراحت

اس حدیث سے واضح ہے چنانچہ ابن ابی حاتم نے ابی رزین سے روایت کی ہے جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ارأیت قول اللہ عزوجل فامساک بمعروف او تسریح باحسان ، این الثالثۃ قال التسریح باحسان یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! دو طلاقیں تو قرآن میں بیان ہوئی ہیں۔ تیسری کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا تسریح باحسان جو آیا ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ تسریح باحسان کو آپ نے تیسری طلاق قرار دیا ہے۔ طلاق کی ایک اور صورت قرآن مجید نے بیان کی ہے

وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضۃ فنصف ما فرضتم الا ان یعفون او یعفو الذی بیدہ عقدۃ النکاح ۔ وان تعفوا اقرب للتقوی ولا تنسوا الفضل بینکم ان اللہ بما تعملون بصیر

(البقرہ آیت ۲۲۸)

ترجمہ:۔ اور اگر تم انہیں قبل اس کے کہ تم نے انہیں چھوا ہو لیکن مہر مقرر کر دیا ہو طلاق دے دو تو (اس صورت میں) جو مہر تم نے مقرر کیا ہو اس کا آدھا (ان کے سپرد کرنا) ہوگا سوائے اس (صورت) کے کہ وہ (یعنی عورتیں) معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کا بندھن ہو اور تمہارا معاف کر دینا تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور تم آپس میں (معاملہ کرتے وقت) احسان کو نہ چھوڑا کرو (اور یاد رکھو) کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ (اسے) یقیناً دیکھتا ہے۔

یہ صورت طلاق ایسی ہے کہ میاں بیوی اکٹھے بھی نہیں ہو پاتے کہ طلاق واقع ہو جاتی ہے مثلاً نکاح کے معاً بعد ایسے گواہ مل گئے جنہوں نے ایسی گواہیاں دیں جن سے نکاح کی حرمت ثابت ہو گئی یا کم از کم نکاح میں کراہت ثابت ہو گئی مثلاً ادھوری گواہی ایسی مل گئی کہ عورت خاوند کی رضاعی بہن ہے پس گو وہ ادھوری گواہی ہو مگر خاوند کے دل میں کراہت تو پیدا ہو جائے گی۔ پس ایک صورت تو یہ ہے کہ جس میں چھونے سے بھی پہلے طلاق دینے کی ضرورت پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ نکاح کے بعد دونوں خاندانوں کے بعض اکابر جن کو پہلے اس تعلق کا علم نہ ہوا ہو فیصلہ دے دیں کہ ہمارے آپس کے تعلقات ایسے ہیں کہ تم دونوں آپس میں نباہ نہیں کر سکتے اس سے بہتر ہے کہ عورت کو طلاق دے دو اور وہ چھونے سے پہلے اسے طلاق دے دے او تفرضوا لھن فریضۃ سے پتہ لگتا ہے کہ ایسا نکاح جس میں کوئی مہر مقرر نہ کیا گیا ہو وہ بھی جائز ہوتا ہے۔ فقہاء کے نزدیک اس کی تعیین مہر بالمثل سے کی جائے گی یعنی اسی حیثیت کے خاندان کے دوسرے افراد کو دیکھا جائے گا کہ ان کا کیا مہر ہے اور وہی مہر اس عورت کا قرار دیا جائے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ یہ ہدایت دیتا ہے کہ ومتعوھن علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ متاعا بالمعروف حقا علی المحسنین اگر تم عورتوں کو ان کے چھونے سے پہلے طلاق دے دو یا ایسی صورت میں طلاق دو کہ تم نے ان کا مہر نہ مقرر کیا ہو تو دونوں صورتوں میں تمہارا فرض ہے کہ تم ان سے حسن سلوک کرو اور انہیں مناسب رنگ میں کچھ سامان دے دو مالی وسعت رکھنے والے اپنی طاقت کے مطابق تنگ دست اپنے حالات کے مطابق اور یہ صرف طوعی نیکی نہیں بلکہ حقا علی المحسنین نیکی اور تقویٰ سے کام لینے والوں پر ہم نے یہ واجب کر دیا ہے احادیث میں آتا ہے کہ ایک انصاری نے ایک عورت سے شادی کی اور اس کا مہر مقرر نہ کیا پھر باہمی تعلقات سے قبل اسے طلاق دے دی۔ جب یہ معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو حضور نے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے احسان کے طور پر اسے کچھ چیز دی ہے اس نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں آپ نے فرمایا متعھا بقلنسوتک کہ اگر تمہارے پاس اور کوئی چیز نہیں تو اپنی ٹوپی ہی اتار کر اس کے حوالے کر دو۔ (تفسیر محیط جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ بحوالہ تفسیر کبیر صفحہ ۵۳۳)

لیکن اگر اس بارہ میں کوئی جھگڑا پیدا ہو تو چونکہ قرآن مجید نے اصولی طور پر فیصلہ فرما دیا ہے کہ جھگڑے کی صورت میں اولی الامر کی طرف رجوع کیا کرو اس لئے اختلاف کی صورت میں قاضی کے پاس فیصلہ لے جانا چاہیئے وہ حالات دیکھ کر فیصلہ دے گا کہ خاوند نے اپنی حیثیت کے مطابق عورت کو اس کا حق ادا کیا ہے یا نہیں یہ تو وہ صورت تھی جب مہر مقرر نہ ہو اور طلاق کی ضرورت پیش آ جائے تو کیا کرنا چاہیئے اب یہ بتاتا ہے کہ اگر مہر تو مقرر ہو چکا ہو مگر میاں بیوی کا تعلق قائم نہ ہوا ہو اور طلاق کی نوبت آ جائے تو کیا کرنا چاہیئے فرماتا ہے ایسی صورت میں طلاق دیتے وقت تمہیں نصف مہر ادا کرنا پڑے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے بھی ایک ایسی ہی طلاق ثابت ہے جس کے بعد حضور نے اسے مہر کے حصہ کے علاوہ ارشاد ربانی ولا تنسوا الفضل بینکم کے مطابق بطور احسان دو رازقی چادریں دینے کا بھی حکم دیا اسی طرح بعض صحابہ سے بھی مطلقہ عورتوں سے ایسا ہی حسن سلوک ثابت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نصیحت فرمائی ہے کہ آپس میں معاملہ کرتے وقت تم میں سے ہر فرد کو ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ نیکی اور احسان اور مروت میں ایک دوسرے پر فضیلت لے جائے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔ ان اللہ بما تعملون بصیر اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے یعنی وہ تمہاری نیکی ضائع نہیں کرے گا بلکہ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان والا معاملہ فرمائے گا۔

مطلقہ کے نان و نفقہ و دیگر امور کے بارہ میں تعلیمات!

طلاق کی صورت میں مرد نے جو مال عورت کو دیا ہوا ہو وہ اسے واپس نہیں لے سکتا بلکہ مہر بھی اس کو پورا ادا کرنا ہو گا اور خلع کی صورت میں عورت کو چاہیئے کہ خاوند کا ایسا مال جو اس کے پاس محفوظ ہو یا مہر اسے واپس کر دے اور اگر عورت کا خاوند اس کے حقوق مخصوصہ کو ادا نہ کرے یا اس سے کلام وغیرہ نہ کرے یا اس کو الگ سلائے تو اس کی مدت مقرر ہونی چاہیئے اور اگر چار ماہ سے زائد اس کام کا مرتکب ہو تو اسے مجبور کیا جائے یا اصلاح کرے یا طلاق دے اور اگر وہ اسے خرچ وغیرہ دینا بند کر دے یا کہیں چلا جائے اور اس کی خبر نہ لے تو ان کا نکاح فسخ قرار دیا جائے (تین سال تک مدت فقہاء اسلام نے بیان کی ہے) اور اسے آزاد کیا جائے کہ وہ دوسری جگہ نکاح کرے خاوند کو اپنی بیوی کی تنبیہ کا اختیار ہے اسی کے لئے قرآن مجید نے سورہ نساء رکوع ۶ میں وضاحت سے تعلیم دی ہے کہ پہلے اسے وعظ کیا جائے اور اگر وہ اس سے متاثر نہ ہو تو کچھ عرصہ کے لئے اس سے علیحدہ دوسرے کمرے میں سوئے اور اگر اس کا بھی اثر نہ پڑے اور جرم بھی واضح طور پر خلاف اخلاق کا ارتکاب ہو تو گواہوں کی گواہی کے بعد اسے سزا کی اجازت ہے جس کے لئے شرط ہے کہ ہڈی پر چوٹ نہ لگے اور منہ پر اس کا نشان نہ پڑے (دیکھو بخاری کتاب النکاح) اور یہ بھی شرط ہے کہ یہ سزا صرف فواحش کی وجہ سے دی جاتی ہے نہ کہ گھر کے کام کاج کی وجہ سے خاوند کے مرنے کے بعد اس کے رشتہ داروں کو بھی اس پر کوئی اختیار نہیں وہ آزاد ہے نیک سیرت دیکھ کر اپنا نکاح کر سکتی ہے اس سے اسے روکنے کا کسی کو حق نہیں نہ اسے مجبور کیا جا سکتا کہ وہ ایک خاص جگہ پر بیٹھی رہے چار ماہ دس دن تک اسے خاوند کے گھر میں رہنا چاہیئے تا اس وقت تک وہ تمام حالات ظاہر ہو جائیں جو اس کے خاوند کے دوسرے متعلقین پر اثر ڈال سکتے ہیں عورت کو اس کے خاوند کی وفات کے بعد سال بھر تک علاوہ اس کے ذاتی حق کے مکان میں سے نہیں نکالنا چاہیئے تا اس عرصہ میں وہ اپنے حصہ اپنی رہائش کا انتظام کر سکے خاوند کی زندگی میں اگر ناچاقی ہو تو خود گھر سے الگ ہو جائے عورت کو گھر سے نہ نکالے کیونکہ گھر عورت کے قبضہ میں سمجھا جاتا ہے عورت اور مرد جب کہ آپس میں نباہ نہ کر سکیں تو جدا ہونا چاہیں تو جھگڑے پیدا نہیں ہونے چاہئیں

(باقی صفحہ ۔۔ پر دیکھئے)

نیکیوں کو کھا جانے والی خوفناک بیماری

تکبر

از محترمہ شمیمہ مشتاق صاحبہ جنرل سیکرٹری [illegible]

چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولیٰ اسی میں ہے
اے کرم خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرت ربّ غیور کو
بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں
(المسیح الموعودؑ)

تکبر ایک ایسی خطرناک بیماری ہے جو معاشرے کو اندر ہی اندر گھن کی طرح کھا جاتی ہے اسی لئے تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ ۔

تکبر یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرے اور لوگوں کو ذلیل سمجھے اور ان سے بُری طرح پیش آئے۔ (مسلم کتاب الایمان)
پھر ایک اور جگہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں:۔

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ

(مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانہ)

ترجمہ:۔ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکتا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر پایا جائے۔

الغرض تکبر ایسا کیڑا ہے جو انسانی اعمال کو گھن کی طرح کھا جاتا ہے اور انسان کو اطاعت الٰہی سے محروم کر دیتا ہے تکبر ہی وہ مرض ہے جو انسان کو ظلم و تعدی اور فساد فی الارض کے جنون میں مبتلا کر دیتا ہے کہ اسے نہ حقوق اللہ کا پاس رہتا ہے اور نہ حقوق العباد کا۔ جس دماغ میں تکبر آ جائے اُس کا ضمیر خاموش ہو جاتا ہے اور وہ فساد فی الارض کے کاموں کو اصلاح خلق سمجھنے لگ جاتا ہے اور یوں اس کا ہر قدم سرکشی اور طغیانی میں بڑھتا چلا جاتا ہے اور اس پر نجات کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

قرآن کریم نے بار بار تنبیہ کی ہے کہ جو تکبر سے لوگوں سے منہ پھیرتا ہے اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ بہشت و دوزخ نے باہم جھگڑا کیا۔ دوزخ نے کہا مجھ میں گردن کش اور مغرور لوگ ہوں گے جنت نے کہا مجھ میں ضعیف مسکین لوگ ہوں گے۔ اللہ نے ان میں فیصلہ فرمایا کہ اے بہشت! تو میری رحمت ہے۔ جس کو چاہوں تیرے سبب رحمت کروں گا۔ اور دوزخ کو فرمایا تو میرا عذاب ہے اور جس کو چاہوں تیرے ہاتھ سے عذاب دوں گا۔

تکبر کی اقسام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جبکہ دوسروں کو گھور کر دیکھتا ہے تو اس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ کبھی زبان سے نکلتا ہے اور کبھی اس کا اظہار سر سے ہوتا ہے اور کبھی ہاتھ اور پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے غرضیکہ تکبر کے کئی چشمے ہیں مومن کو چاہیئے کہ اُن تمام سرچشموں سے بچتا رہے اور اس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبر کی بو آتی ہو۔ اور وہ تکبر ظاہر کرنے والا ہو۔ صوفی کہتے ہیں کہ انسان کے اندر اخلاق رذیلہ کے بہت سے جن ہیں اور جب یہ نکلنے لگتے ہیں تو نکلتے رہتے ہیں مگر سب سے آخری جن تکبر کا ہوتا ہے جو اس میں رہتا ہے اور خدا کے فضل اور انسان کے سچے مجاہدہ اور دعاؤں سے نکلتا ہے۔ بہت سے آدمی اپنے آپ کو خاکسار سمجھتے ہیں لیکن ان میں بھی کسی نہ کسی نوع کا تکبر ہوتا ہے۔ اس لئے تکبر کی باریک در باریک قسموں سے بچنا چاہیئے

بعض وقت تکبر دولت سے پیدا ہوتا ہے دولتمند متکبر دوسرے کو کنگال سمجھتا ہے اور کہتا ہے کون ہے جو میرا مقابلہ کرے۔ بعض اوقات خاندان اور ذات کا تکبر ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میری ذات بڑی ہے اور یہ چھوٹی ذات کا ہے۔ مثلاً ایک عورت سیدانی ہے اُسے پیاس لگی وہ دوسرے کے گھر جاکر کہنے لگی مجھے پانی تو پلا مگر پیالہ کو دھو لینا کیونکہ تم اُمتی ہو اور میں سیدانی اور آل رسول ہوں۔ حالانکہ قرآن کہتا ہے يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ یعنی تمام لوگ برابر ہیں جس نے اللہ کے راستے میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی تو گویا اُس نے اپنے آپ میں تکبر کا پہلو رکھا۔

بعض وقت تکبر علم سے بھی پیدا ہوتا ہے ایک شخص غلط بولتا ہے تو یہ جھٹ اس کا عیب پکڑتا ہے اور شور مچاتا ہے کہ اس کو ایک لفظ بھی صحیح بولنا نہیں آتا۔ غرض مختلف قسمیں تکبر کی ہوتی ہیں۔ اور یہ سب کی سب انسان کو نیکیوں سے محروم کر دیتی ہیں ان سے بچنا چاہیئے مگر ان سب سے بچنا ایک موت کو چاہتا ہے جب تک انسان اس موت کو قبول نہیں کرتا خدا کی برکت اس پر نازل نہیں ہو سکتی۔"

(روحانی خزائن جلد ششم صفحہ [illegible])

حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:۔
"عورتوں میں چند عیوب بہت سخت ہیں اور کثرت سے ہیں ایک شیخی کرنا کہ ہم ایسے اور ایسے ہیں پھر یہ کہ قوم پر فخر کرنا کہ فلاں کمینی ذات کی عورت ہے یا فلاں ہم سے نیچی ذات کی ہے پھر یہ کہ اگر کوئی غریب عورت ان میں بیٹھی ہوئی ہے تو اس سے نفرت کرتی ہیں اور اس کی طرف اشارہ شروع کر دیتی ہیں کہ کیسے غلیظ کپڑے پہنے ہیں زیور اس کے پاس کچھ بھی نہیں" (روحانی خزائن جلد [illegible] صفحہ [illegible])

نیز فرماتے ہیں:۔
"کوئی ایک بھی ایسا نبی نہیں [illegible] ہے جس کی [illegible] دنیا میں جتنے [illegible] مغرور و متکبر کرتے [illegible] تزکیہ نفس کے [illegible] تکبر اور غرور پیدا ہوتی ہے تکبر ایسی بلا ہے کہ انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتی بعض لوگ [illegible] آتے ہیں مگر تکبر [illegible] پیدا ہو جاتی ہے"

تکبر شیطانی فعل ہے

حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"شیطان سے آیا ہے اور شیطان بنا دیتا ہے جب تک انسان اس سے دور نہ ہو یہ حق اور فیضان الوہیت کی راہ میں روک ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔

تکبر شیطان کا حصہ ہے شیطان نے بھی تکبر کیا تھا اور آدم سے اپنے آپ کو بہتر سمجھا اور کہہ دیا

أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شیطان خدا کے حضور سے مردود ہو گیا اور آدم [illegible] اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے لگا۔ وہ خدا کے فضل کا وارث ہوا وہ جانتا تھا کہ خدا کے فضل کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا اس لئے آدم نے دعا کی

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

الغرض تکبر بڑا گناہ ہے سب سے اول آدم نے بھی گناہ کیا تھا اور شیطان نے بھی مگر آدم میں تکبر نہ تھا اس لئے اللہ کے حضور اپنے گناہ کا اقرار کر لیا اور اس کا گناہ بخشا گیا۔ اسی سے انسان کے واسطے توبہ کے ساتھ گناہوں کے بخشا جانے کی اُمید ہے لیکن شیطان نے تکبر کیا اور وہ ملعون ہوا۔

یہی وہ سر ہے جو حضرت عیسیٰؑ کو کہا گیا کہ اے نیک اُستاد تو اُنہوں نے کہا کہ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے اس پر بعض کم فہم نادان عیسائی تو یہ کہتے ہیں کہ ان کا مطلب اس فقرہ سے یہ تھا کہ مجھے خدا کیوں نہیں کہتا حالانکہ حضرت مسیح نے بہت ہی لطیف بات کہی تھی جو انبیاء علیہم السلام کی سیرت کا خاصہ ہے وہ جانتے ہیں کہ حقیقی نیکی تو خدا ہی سے آتی ہے وہی اس کا چشمہ ہے اللہ ہی سے وہ اُترتی ہے وہ جس کو چاہے عطا کرے اور

جب چاہے سلب کرے۔ پس نادانوں نے حضرت عیسیٰؑ کو متکبر ثابت کیا حالانکہ وہ ایک منکسر المزاج انسان تھے۔"

متکبر کون ہے!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام "نزول المسیح" میں متکبر انسان کی یوں تعریف کرتے ہیں:

"جو شخص اپنے بھائی کو اس لئے حقیر سمجھتا ہے کہ وہ اُس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے کیا خدا قادر نہیں کہ اُس کو دیوانہ کردے اور اُس کے اُس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اُس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دیدے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کرکے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے۔ کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی جبکہ خدا اس بات پر قادر ہے کہ وہ اُس کے حقیر بھائی کو اُس سے بہتر مال عطا کردے۔ اور جو شخص اپنی بدنی صحت پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کو ٹھٹھے اور استہزا سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اُس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبر ہے۔ جبکہ قرآن یوں ہے۔ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ"

(سورۃ الحجرات)

"اُم المومنین حضرت صفیہؓ نے رسول کریمؐ سے شکایت کی کہ عورتیں طعنہ دیتی ہیں کہ تم یہودن ہو اور یہودی ماں باپ کی بیٹی ہو۔ آپؐ نے فرمایا تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ حضرت ہارونؑ میرے باپ تھے اور حضرت موسیٰؑ میرے چچا تھے اور محمدؐ میرے شوہر ہیں؟" اور یہ کہ بُرے نام سے پکارنا بھی تکبر کی علامت ہے۔ جو شخص اپنی طاقتوں پر بھروسہ کرکے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اُس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے اگر کوئی اپنے بھائی کے غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس میں بھی تکبر ہے اور جو اپنے بھائی کی بات تواضع سے نہیں سنتا اور منہ پھیر لیتا ہے اُس میں بھی تکبر ہے جو اپنے غریب بھائی سے کراہت کرتا ہے اُس میں بھی تکبر ہے جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا اور خدا کے مامور اور مرسل کی بات غور سے نہیں سنتا اُس میں بھی تکبر ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۳)

تکبر پہلا گناہ ہے!

حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:-

"قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی کوئی بلا نہیں یہ ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کر دیتی ہے خدا کا رحم ہر ایک موحد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبر کا نہیں۔ شیطان بھی موحد ہونے کا دم مارتا تھا۔ مگر چونکہ اُس کے سر میں تکبر تھا اور آدم کو جو اللہ کی نظر میں پیارا تھا جب اُس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اُس کی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا اور طوق لعنت اُس کی گردن میں ڈالا گیا۔ سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کے لئے ہلاک ہوا تکبر ہی تھا۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۹۸)

تکبر سے اعمال کا ضائع ہونا

تکبر اور شرارت بُری بات ہے ایک ذرا سی بات سے ستر برس کے عمل ضائع ہو جاتے ہیں لکھا ہے:-

"ایک شخص عابد تھا وہ پہاڑ پر رہا کرتا تھا اور مدتوں سے وہاں بارش نہ ہوئی ایک روز بارش ہوئی تو پتھروں پر اور روڑیوں پر بھی ہوئی تو اُس کے دل میں اعتراض پیدا ہوا کہ ضرورت تو بارش کی کھیتوں اور باغات کے واسطے ہے یہ کیا بات ہے کہ پتھروں پر ہوئی یہی بارش کھیتوں پر ہوتی تو کیا اچھا ہوتا اس پر خدا نے اس کا سارا ولی پن چھین لیا۔ آخر وہ بہت تنگ ہوا اور کسی اور بزرگ سے استمداد کی تو آخر اُس کو پیغام آیا کہ تو نے اعتراض کیوں کیا خدا تیری اس خطا پر عتاب ہوا ہے۔" (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۴۰۵)

نبی کریمؐ کی ایک حدیث میں ایک شخص کے اعمال کا ذکر آتا ہے جو دیکھنے میں نہایت اعلیٰ اور شاندار تھے اور اس شخص کے اعمال کو لے کر فرشتے سات آسمانوں کو پار کر رہے تھے گذرتے گذرتے وہ تیسرے آسمان پر پہنچے۔ اس کا ذکر حدیث مبارک میں یوں آتا ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا:

"فرشتوں کا گروہ ایک انسان کے اعمال لے کر آسمان کی طرف بلند ہوا اور وہ ان فرشتوں کی نظر میں بھی کامل نور تھے۔ اُن اعمال میں صدقہ و خیرات بھی تھا روزے بھی تھے نمازیں بھی تھیں اور وہ محافظ فرشتے تعجب کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ کا یہ بندہ کس طرح اپنے رب کی رضا کی خاطر جدوجہد کرتا رہا ہے اُن اعمال میں غیبت کا کوئی حصہ نہ تھا اور ان میں فخر و مباہات کا بھی کوئی حصہ نہیں تھا اس لئے پہلے اور دوسرے آسمان کے دربان فرشتوں نے انہیں گزرنے دیا لیکن جب وہ تیسرے آسمان کے دروازے پر پہنچے تو اس کے دربان فرشتے نے کہا ٹھہر جاؤ جس شخص کے اعمال تم خدا کے حضور پیش کرنے جا رہے ہو۔ اس کے پاس واپس جاؤ اور ان اعمال کو اُس کے منہ پر مارو۔ میں تکبر کا فرشتہ ہوں۔ مجھے تیسرے آسمان کے دروازے پر اللہ نے یہ ہدایت دے کر کھڑا کیا ہے کہ اس دروازے سے کوئی ایسا عمل نہ گزرنے دوں کہ جس کے اندر تکبر کا حصہ ہو۔ اور یہ شخص جس کے اعمال تم اپنے ساتھ لائے ہو بڑا متکبر تھا۔ وہ اپنے آپ کو ہی سب کچھ سمجھتا تھا اور دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اور ان سے تکبر اور ریاکاری کا سلوک کیا کرتا تھا اور وہ اپنی مجالس میں گردن اونچی کرکے بیٹھنے والا ہے اس کے اعمال گو تمہاری نظر میں اچھے نظر آرہے ہیں لیکن وہ خدا کی نظر میں مقبول نہیں ہیں۔"

تکبر سے بچنے کا طریق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میرے نزدیک تکبر سے پاک ہونے کا طریق یہ ہے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے نہ علمی نہ خاندانی نہ مالی۔ جب خدا کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نکال سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے اور ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسمان سے آتی ہے میں سچ سچ کہتا ہوں آسمان کا تقویٰ یعنی طہارت بھی آسمان سے آتی ہے۔ اور یہ خدا کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے یا چاہے تو دور کر دے۔ پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشیء سمجھے اور آستانہ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔ اور اس نور معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے۔ بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشیء سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اتریں گے جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے۔ دنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبر ہے [illegible] انسان [illegible] کرتا ہے اور [illegible] تکبر دنیا میں پیدا ہوا تھا۔ اپنے علم کی [illegible] اور [illegible] گرفتار [illegible] حالت ہے ان کو استغنا [illegible] کوئی کام نہیں ان کا غرض [illegible] ہے۔" (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ [illegible])

پس تمہارے دلوں میں کسی قسم کا غرور اور تکبر پیدا نہیں ہونا چاہیے اس لئے کہ [illegible] لیکن [illegible] تمہارا کام ہے۔ تمام بیعت کی شرائط [illegible] اس شرط کو [illegible] ہونا چاہیے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دسویں شرائط میں شامل فرمایا ہے:

"بیعت کرنے والا سچے دل سے اس بات کا عہد کرے گا کہ وہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں اس مہلک بیماری سے ہمیشہ محفوظ رکھے اور [illegible] آمین۔

مدرسہ احمدیہ قادیان میں نئے سال کا داخلہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کی تبلیغی تعلیمی و تربیتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے قادیان میں مدرسہ احمدیہ کا اجراء فرمایا ہے۔ یہ بابرکت درسگاہ جو قابل قدر اور عظیم الشان خدمات سرانجام دے رہی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ جماعت کی روز افزوں ترقی کے پیش نظر اور غلبہ اسلام کی مہم کو تیز تر کرنے کے لئے مبلغین کی ضرورت روز بروز بڑھ رہی ہے جسے پورا کرنے کے لئے احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ہونہار بچوں کو خدمت دین کے جذبہ سے وقف کر کے مدرسہ احمدیہ قادیان میں اپنی تعلیم و تربیت کے حصول کے لئے داخل کروائیں۔ اس میں داخلہ کی شرائط یہ ہیں کہ امیدوار

- کم از کم میٹرک پاس ہو اور خدمت دین کا جذبہ رکھتا ہو۔
- سوائے استثنائی صورت کے عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو۔
- قرآن مجید ناظرہ روانی سے پڑھ سکتا ہو۔
- اردو بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہو۔

مدرسہ احمدیہ قادیان میں پڑھنے والے نادار طلباء کے لئے کچھ وظائف رکھے گئے ہیں جو امیدوار کی دینی تعلیمی اور اخلاقی اور اقتصادی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے دیئے جائیں گے۔ اس وقت ماہوار وظیفہ کی شرح ۱۶۰/- روپے ہے۔

مدرسہ احمدیہ قادیان میں نئے سال کی پڑھائی انشاء اللہ ستمبر ۱۹۸۶ء سے شروع ہو جائے گی۔ امیدوار نظارت تعلیم قادیان سے داخلہ فارم جلد از جلد حاصل کریں اور پھر یہ داخلہ فارم پُر کر کے امیر یا صدر جماعت کی وساطت سے اسر جولائی ۱۹۸۶ء تک نظارت تعلیم قادیان میں بھجوا دیں۔ داخلہ کی فائنل منظوری سے قبل امیدوار کو انٹرویو کے لئے بلایا جائے گا جس کے لئے امیدوار کو اپنے خرچ پر آنا ہو گا۔ انٹرویو کے بعد منتخب شدہ طلباء کا ہی مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ ہو سکے گا۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

وظائف طلباء مدرسہ احمدیہ قادیان

مخیر احباب متوجہ ہوں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کی تبلیغی تربیتی و دینی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایک عظیم الشان دینی و روحانی درسگاہ "مدرسہ احمدیہ" کا اجراء فرمایا ہے۔ یہ بابرکت درسگاہ قابل قدر اور عظیم الشان تبلیغی و تربیتی خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی کے پیش نظر غلبہ اسلام کی مہم کو تیز تر کرنے کے لئے مبلغین کی ضرورت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔

مدرسہ احمدیہ کے سات سالہ کورس کے دوران مستحق و نادار طلباء کو تعلیمی وظیفہ مبلغ ۱۶۰/- روپے ماہوار کی شرح سے دیا جاتا ہے۔ ایک طالب علم کا سالانہ خرچ مبلغ ۱۹۲۰/- روپے ہے۔ بعض مخیر احباب خود اپنے مرحوم والدین و رشتہ داران کے ایصال ثواب کی خاطر ایک یا ایک سے زائد وظائف کی سالانہ رقم ادا کر رہے ہیں۔ چونکہ ہر سال بفضلہ تعالیٰ طلباء مدرسہ احمدیہ کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے اس لئے وظائف کے لئے کثیر فنڈ درکار ہیں۔ لہٰذا اعلان ہذا کے ذریعہ احباب جماعت کو اس کار خیر میں حصہ لینے کی طرف خصوصی توجہ دلائی جا رہی ہے۔ جو احباب پورے ایک وظیفہ کا خرچ ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں وہ حسب توفیق جس قدر رقم اس مد میں ادا کر سکیں بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

تمام رقومات دفتر محاسب کے نام مد "وظائف طلباء مدرسہ احمدیہ" کے نام بھجوا کر مشکور فرماویں۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

لجنات اماء اللہ بھارت کیلئے ضروری اعلان

بابت انتخاب اکتوبر ۱۹۸۶ء تا ستمبر ۱۹۸۹ء

جملہ عہدیداران لجنات اماء اللہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ عہدیداران کے تقرر کی منظوری کی میعاد ماہ ستمبر ۱۹۸۶ء کو ختم ہو رہی ہے۔ اس لئے اس تاریخ سے پہلے آئندہ تین سال (اکتوبر ۱۹۸۶ء تا ستمبر ۱۹۸۹ء) کیلئے جملہ عہدیداران لجنات اماء اللہ بھارت کا انتخاب کروا کر دفتر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے پتہ پر بھجوائیں تا منظوری دی جائے۔

قوانین انتخاب صدر لجنات اماء اللہ بھارت

(۱):- ہر شہر اور دیہات کی صدر کا انتخاب تین سال کے بعد ہو گا۔ جہاں حلقہ جات قائم ہیں وہاں ہر حلقے کی صدر کا انتخاب بھی حلقے میں کیا جائے۔

(۲):- کم از کم تین نام انتخاب کے لئے ضرور پیش ہونے چاہیئے۔

(۳):- جس صدر کا نام انتخاب کے لئے پیش کیا جائے اس کے لئے قرآن کریم باترجمہ جاننا ضروری ہے۔ اگر پورا نہیں تو کچھ حصہ ترجمہ کا آنا ضروری ہے۔ دیہات میں قرآن مجید ناظرہ کا جاننا ضروری ہے۔

(۴):- جس اجلاس میں انتخاب ہو رہا ہو اس کی صدارت وہ خاتون نہیں کر سکتی جس کا اپنا نام پیش کیا جا رہا ہو۔ امیر صاحب مقامی کے مشورے سے کسی قابل اعتماد خاتون کی صدارت میں انتخاب کروا دیا جائے۔

(۵):- انتخاب بذریعہ ووٹ ہو گا یا اعلانیہ۔

(۶):- کورم نصف ہو گا اگر ایک بار اجلاس بلانے پر کورم پورا نہ ہو تو دوسری بار نصف ہو گا۔ لیکن صدر یا سیکرٹری یا جو بھی ذمہ دار ہو اسے ثابت کرنا ہو گا کہ اس نے اچھی طرح اطلاع کر دی تھی۔ تیسری مرتبہ جس قدر ممبرات موجود ہوں گی ان کی موجودگی میں انتخاب ہو جائے گا۔ اور انتخاب میں وہی موجود ہوں گی جو لجنہ کا چندہ دینے والی ہوں گی۔

(۷):- انتخاب کے لئے اشارۃً یا وضاحتاً پروپیگنڈہ کی اجازت نہ ہو گی۔

(۸):- منتخب شدہ نام مرکز میں برائے منظوری پیش کئے جائیں اور یہ نام امیر صاحب مقامی کی تصدیق کے ساتھ آئیں گے کہ ان کو منتخب شدہ خاتون کی دینی اور اخلاقی حالت پر کوئی اعتراض نہیں۔

(۹):- جس خاتون کا نام بطور صدر پیش ہو وہ پنج وقتہ نماز کی پابند ہو۔ جماعت اور لجنہ کے لازمی چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ ہو۔ راستباز۔ دیانتدار ہو۔ نظام کی پابند اور باپردہ ہو۔

(۱۰):- کوشش کی جائے کہ انتخاب امیر جماعت احمدیہ یا مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی موجودگی میں پردہ کی رعایت کے ساتھ کروایا جائے۔ اور ان کی تصدیق کے ساتھ انتخاب مرکز میں بھجوایا جائے۔

(۱۱):- دیگر عہدیداران کے نام بھی اسی صورت میں پیش کئے جائیں جبکہ وہ قرآن مجید ناظرہ جانتی ہوں اور باپردہ ہوں۔ کسی بے پردہ عورت کو عہدہ نہ دیا جائے۔

مندرجہ بالا امور کو مدنظر رکھ کر ہر لجنہ شروع ماہ اگست ۱۹۸۶ء میں اپنا نیا انتخاب کروائے اور منظوری دیئے جانے کے بعد مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۸۶ء سے نئی عہدیدار کام سنبھال لیں۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

جلسہ یوم خلافت

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کا دن جماعت احمدیہ میں ایک عظیم تاریخی حیثیت رکھتا ہے اس دن اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق جماعت میں خلافت کا بابرکت نظام جاری ہوا۔ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے درخواست ہے کہ ۲۷ مئی کو جلسہ یوم خلافت منعقد کر کے خلافت کی ضرورت واہمیت اور برکات وغیرہ موضوعات سے احباب جماعت کو روشناس کرائیں۔

اپنی سہولت کے مطابق اس جلسے کی تاریخ انعقاد میں رد و بدل کیا جا سکتا ہے۔ جلسوں کی مختصر رپورٹ نظارت ہذا میں بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ۔ کلکتہ ۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

PH. 275475 }
RESI. 273903 } CALCUTTA-700073.

اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA PHONE-279203

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072.

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے کوئی دیں دینِ محمد سا نہ پایا ہم نے

پی۔ ایم الیکٹرک ورکس کمپنی

خاص طور پر ان اغراض کے لئے ہم سے رابطہ قائم کیجئے:-

- الیکٹریکل انجینئرس
- الیکٹریکل ورکنگ
- لائسنس کنٹریکٹس
- موٹر وائنڈنگ

C-10 LAXMI GOBIND APART, J.P. ROAD, YERSOVA

FOUR BUNGLOWS, ANDHERI (WEST)

574108 }
629389 } ٹیلیفون نمبرز BOMBAY-58

"میں وہی ہوں جو وقت پہ اصلاح خلق کیلئے بھیجا گیا"

(فتح اسلام ص۵ تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(پیشکش)

لارڈ پلان ہل

نمبر ۱۸-۲-۵۰
فلک نما
حیدرآباد-۵۰۰۲۵۳

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش:- سن رائز ربر پروڈکٹس ۲ ٹپسیا روڈ۔ کلکتہ-۷۰۰۰۳۹

SUNRISE RUBBER PRODUCTS

2-TOPSIA ROAD, CALCUTTA-700039

تار کا پتہ:- "AUTOCENTRE"

ٹیلیفون نمبرز
23-5222 }
23-1652 }

آٹو ٹریڈرز

۱۶- مینگولین۔ کلکتہ-۷۰۰۰۰۱

HM ہندوستان موٹرز لمیٹڈ کے منظور شدہ اسٹیم کار HM

برائے:- ایمبسڈر • بیڈ فورڈ • ٹریکٹر

SKF بال اور رولر ٹیپر بیرنگ کے ڈسٹری بیوٹر

ہر قسم کی ڈیزل اور پٹرول گاڑیوں اور ٹریکٹر کے پرزہ جات۔

AUTO TRADERS

16 MANGOE LANE, CALCUTTA-700001

پرفیکٹ ٹریول ایڈس

M/S PERFECT TRAVEL AIDS

SHED NO. C-16

INDUSTRIAL ESTATE

MADIKERI-571201

OFFICE 30.. }
RESI. .. }

رحیم کاٹیج انڈسٹریز

RAHIM COTTAGE INDUSTRIES

17-A, RASOOL BUILDING

MOHAMEDAN CROSS LANE

MADANPURA

BOMBAY-8

ریگزین۔ نوم چمڑے ... سے تیار کردہ بہترین۔ معیاری اور پائیدار ... بریف کیس۔ کول بیگ۔ ہینڈ بیگ (زنانہ و مردانہ) ہینڈ پرس ... پاسپورٹ کور ...

سب اشیاء کے مینوفیکچرس اینڈ آرڈر سپلائرز

ہر قسم اور ہر ماڈل کے

موٹر کار، موٹر سائیکل، سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگز کی خدمات حاصل فرمایئے

AUTOWINGS,

13-SANTHOME HIGH ROAD.

MADRAS-600004.

PHONE NO. {76360
74350}

آٹو ونگس

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِىْ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے
جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }

پیش کردہ: کریش احمد گو شاحمد اینڈ برادرس سٹاکسٹ جیون ڈریسیز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک ۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر:۔ شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:۔ 294

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے!

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SARA Traders,

WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC CHAPPALS.

SHOE MARKET, NAYA POOL, HYDERABAD-500002.

PHONE NO. 522860.

ارشادِ نبوی

اِسْتَعِيْنُوْا عَلَى الْحَوَائِجِ بِالْكِتْمَانِ

مدد چاہو حاجتوں میں (انہیں) چھپا کے

(محتاجِ دعا)

یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے { ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس — کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس — انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی وی۔ اُوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس۔

ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے!

(کشتی نوح)

پیشکش:۔

ROYAL AGENCY

C.B. CANNANORE-670001

H.O. PAYANGADI-670303 (KERALA)

PHONE NO. PAYANGADI-12. CANNANORE-4498.

حیدرآباد میں — فون نمبر:- 42301

لیلینڈ موٹر گاڑیوں

کی اطمینان بخش، قابل بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز

مسعود احمد ریپیرنگ ورکشاپ (آغا پورہ)

۱۶-۱-۴۸۷ سعید آباد حیدرآباد (آندھرا پردیش)

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ہشتم ص۲۱)

الائیڈ گلو پروڈکٹس،

بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے

(پتہ)

نمبر ۲۲/۴/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن۔ حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

فون نمبر:۔ ۴۲۹۱۶

"وہی خدا کے دفتر میں مُرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں۔"

(تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۴۹-۵۰)

NIR®

CALCUTTA-15

پیش کرتے ہیں:۔

آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!